فضائل لیلۃ النصف من شعبان

المعروف

قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

ناظم اعلیٰ: المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

(شکریلہ شریف) پاکستان

فون: 0544:751067.8

فضائل لیلۃ النصف من شعبان

المعروف

مغفرت کی رات

از قلم:

قاری **محمد ارشد مسعود** اشرف چشتی

ناظم اعلیٰ: المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

ناشر:

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر

〈شکریلہ شریف〉 پاکستان

فون: 0544:751067.8

جملة حقوق محفوظ

نام رسالہ: فضائل لیلۃ النصف من شعبان

از قلم: قاری محمد ارشد مسعود اشرف چشتی

نظر ثانی: علامہ احمد حسن صاحب بھیروی

کمپوزنگ: المدینہ اسلامک کمپوزنگ سنٹر

باھتمام: حاجی اشرف حسین چوہدری صاحب، چوہدری گلزار احمد صاحب۔

اشاعتِ اول: اگست 2007ء

ناشر: المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

فون: 0544:751068 - 0544:751067

فیکس نمبر: 0544:751068

E.Mail: AlmadinahIRC@GMail.Com.

ملنے کا پتہ

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر شکریلہ شریف ڈاکخانہ سعادت پور تحصیل سرائے عالمگیر ضلع گجرات پاکستان

تعارف

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کی بنیاد حاجی اشرف حسین چوہدری صاحب، چوہدری گلزار احمد صاحب (حال مقیم uk) نے برائے ایصال ثواب، چوہدری محمد صادق مرحوم اور اپنے دینی جذبہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے رکھی جس میں انہوں نے ادارہ کے لیے ایک بہترین عمارت سے لے کر ایک کثیر تعداد میں کتب کی دستیابی تک سارے اخراجات بتوفیق الٰہی اپنی طرف سے کیے اور ان کے برادران بالخصوص حاجی انور حسین چوہدری صاحب نے بھی اپنے دینی جذبہ کو اس طرح ثابت کیا کہ ادارہ کے تمام تعمیراتی کاموں کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا اب اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ادارہ اپنے ابتدائی تعمیر کے مراحل سے گزر کر اہل اسلام کو اپنی دینی خدمات سے مستفیض کرنے کے مراحل میں داخل ہو چکا ہے جس میں ابتدائی طور پر علاقائی علماء اور عوام الناس کے لیے دو (۲) ماہ تک کلاس کا اہتمام کیا گیا جس میں دین کی تبلیغ واشاعت کے سلسلہ میں مختلف اہم ترین موضوعات پر تعلیمات اسلامیہ کا درس دیا گیا، ادارہ میں کثیر خزانہ کتب کی فراہمی کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا گیا کہ علماء اور عوام الناس اس خزانہ کتب سے اپنی علمی تشنگی کو سیراب کر سکیں، مطالعہ کے لیے آنے والوں کے قیام وطعام کا بھی ادارہ میں بہترین انتظام کیا گیا ہے اور اب اشاعتی حوالہ سے بھی کام کی ابتداء کر دی گئی ہے جس کی پہلی کرن آپ کے ہاتھوں میں ہے آئندہ بھی ان شاء اللہ العزیز اسلامی لٹریچر کی تشہیر کے لیے ہر ماہ کسی اہم مسئلہ کے بارے میں ادارہ کے زیر اہتمام کتاب یا رسالہ کی شکل میں دینی معلومات کو آپ تک پہنچانے کا پختہ عزم کیے ہوئے اپنی ترقی کی منزلوں کی طرف گامزن ہے آپ کی خدمت میں التماس ہے کہ ادارہ کی ترقی کی لیے ادارہ کے خادمین اور معاونین کو دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

ایڈریس: المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر، چوہدری برادرز پلازہ شکریلہ شریف سرائے عالمگیر سے میر پور کی طرف تقریباً ۱۴ کلومیٹر اور میر پور سے سرائے عالمگیر کی طرف براستہ جاتلاں تقریباً ۱۶ کلومیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

و بہ نستعین

الحمد للّٰہ الذی قدر الارزاق و الاجال و دبر امور العباد من الاحوال و الافعال و الصلاۃ و السلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ و اصحابہ اجمعین .

اما بعد :

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾

(سورة التوبة ٣٦)

بے شک مہینوں کی گنتی اللہ تعالی کے نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے سال کے مہینوں کی تعداد کے بارے میں واضح فرمادیا کہ ان کی تعداد بارہ ہے اور ان بارہ مہینوں میں ترتیب کے لحاظ سے آٹھواں مہینہ شعبان المعظم ہے جو کہ رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان میں ہے۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے:

عن اسامة بن زيد قال قلت يا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لم ارك تصوم شهرا من الشهور ما تصوم من شعبان قال ذالك شهر يغفل الناس عنه بين رجب و رمضان وهو شهر يرفع فيه الاعمال الى رب العالمين فاحب ان يرفع عملى و انا صائم .

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مہینوں سے زیادہ شعبان المعظم میں روزہ رکھتے ہوئے دیکھتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ مہینہ ہے جس سے لوگ غافل ہیں (یعنی جس

کی شان وفضیلت سے) رجب اور رمضان کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے جس میں (بندگان خدا کے) اعمال رب العالمین کی بارگاہ میں اٹھائے جاتے ہیں پس میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جائے تو میں حالت روزہ میں ہوں۔

(أخرجه النسائی فی السنن کتاب الصیام ،باب صوم النبی ﷺ ،برقم (٢٣٥٧) ،وفی السنن الکبری ١٧٧/٣ (٢٦٧٩)،وابن ابی شیبة فی المصنف ٣٤٦/٢(٩٧٦٥) وأحمد فی مسنده ٢٠١/٥ (٢١٨٠١)، وفی نسخة ٢٧٩/٧ (٢٢٠٩٦)، والبزار فی مسنده ٦٩/٧(٢٦١٧)، وابو القاسم فی مسند اسامه١٢٣(٤٨) والمقدسی فی الأحادیث المختارة١٠٨/٤ (١٣١٩)، ١٤٣.١٤٢/٤ (١٣٥٦) والطحاوی فی شرح معانی الآثار ٨٢/٢،و المحاملی فی امالیه ٤١٧.٤١٦(٤٨٦) ،والبیهقي فی شعب الایمان ٣٧٧/٣ (٣٨٢٠)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:,,اخرجه النسائی و ابو داود وصححه ابن خزیمة .(فتح الباری ٢٦٩/٥)

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اخراج کیا اور امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

میں کہتا ہوں ! کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے غیر مقلدین میں سے ,صاحب نیل الاوطار، سبل السلام، تحفۃ الاحوذی وغیرہم نے نقل کیا ہے۔اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان کی اتباع میں دوسروں کا اس روایت کو امام ابو داود کی طرف منسوب کرنا وہم ہے۔ سنن ابو داود میں یہ روایت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

,,قال الامام احمد بن ابی بکر البوصیری : رواه أبو بکر بن أبی شیبة ، وعنه أبو یعلی باسناد حسن و رواه النسائی فی الکبری .،،

(اتحاف الخیرة المهرة ٤٢٣/٣(٣٠١١)

امام احمد بن ابوبکر بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کو امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اوران سے امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند حسن روایت کیا ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنن الکبری میں اس کو روایت کیا ہے۔

غیر مقلدین کے ماضی قریب کے نامور محدث وامام ناصر الدین البانی نے اس حدیث مبارکہ کو ,, الأحاديث الصحيحه ٤/٥٢٢ (١٨٩٨)،، میں ذکر کیا اور اس کے بارے میں کہا: قلت : وهذا اسناد حسن ، ثابت بن قيس صدوق ، يهم كما فى التقريب ، وسائر رجاله ثقات .

,, یعنی میں کہتا ہوں کہ اور یہ سند حسن ہے، ثابت بن قیس سچا وہم والا ہے جیسا کہ تقریب میں ہے ، اور اس کے سارے رجال (راوی) ثقہ ہیں۔،،

اور ,, ارواء الغليل،، میں کہا :

قلت :وهذا اسناد حسن، رجاله ثقات ، رجال الشيخين ،غير ثابت بن قيس . قال النسائى :ليس به بأس وقال احمد : ثقة . وقال ابو داود ليس حديثه بذلك . وقال المنذرى فى مختصر السنن (وهو حديث حسن)

,, میں کہتا ہوں اور یہ سند حسن ہے اس کے راوی ثقہ ہیں شیخین یعنی بخاری اور مسلم کے راوی ہیں سوائے ثابت بن قیس کے اس کے بارے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ثقہ ہے اور امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کی حدیث ایسی نہیں (کہ ترک کی جائے) اور امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر السنن میں کہا اور یہ حدیث حسن ہے۔،،

اور ,, صحيح سنن نسائى ،، میں ۱۵۳/۲ (۲۳۵۶) اور ,, صحيح الترغيب والترهيب (۵۹۵/۱ (۱۰۲۲) ،، میں بھی اسے ,, حسن ،، کہا اور اسی نے ,, تمام المنة

٤١٢. ٤١٣ ،،میں بھی اسے ,, حسن ،،کہا۔

غیر مقلدین کے محدث ارشاد الحق اثری صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں ,, أخرجه النسائی رقم : ٢٣٥٩ وأحمد (ج٥ص ٢٠١) من طريق عبد الرحمن بن مهدي عن ثابت بن قيس أبي الغصن قال حدثني أبو سعيد المقبري عن أسامة ،ورواه النسائي رقم ٢٣٦١ ،وابن أبي شيبة (ج٣ص ١٠٣) من طريق زيد بن الحباب عن ثابت عن أبي سعيد عن أبي هريرة عن أسامة . و اسناده حسن .

(تبيين العجب بما ورد في فضل رجب ٧٣حاشيه نمبر ١٤)

اس صحیح حدیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس مبارک مہینہ میں نبی مکرم ﷺ رمضان المبارک کے علاوہ تمام مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے تھے اور یہ مبارک مہینہ ایسا برکت والا ہے کہ اس کی فضیلت وشان بہت ہے جس سے لوگ غافل ہیں یہ مہینہ ایسا مہینہ ہے جس میں انسانوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ اس میں پسند فرماتے تھے کہ جب میرے اعمال اٹھائے جائیں تو میں روزہ کی حالت میں ہوں۔

پس اس حدیث مبارکہ سے اس مہینہ کی فضیلت ثابت ہوگئی کہ یہ مہینہ فضیلت وعظمت والا مہینہ ہے اور اس حدیث مبارکہ سے اس مہینہ میں عام مہینوں کی نسبت نیک کاموں اور عبادات میں زیادتی کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ثابت ہوا اور اس مہینہ میں عبادات روزہ کی شکل میں ہوں یا نوافل کی شکل میں ان میں زیادتی کرنی چاہیے کہ یہ مہینہ بڑی برکت والا ہے۔

کیونکہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں یہ بھی ہے ,, و أحب أن يكتب أجلي و أنا فى عبادة ربى و عمل صالح ،(تاریخ بغداد ٤/ ٢٣٥)

,,یعنی اور مجھے پسند ہے کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں اپنے رب کی عبادت میں ہوں اور نیک عمل میں۔،،

اس حدیث مبارکہ کے علاوہ اگر کوئی دوسری روایت ایسی نہ بھی ملے جس سے اس مہینہ میں عبادات میں زیادتی کرنے کا ثبوت ہو تو یہی ایک روایت اس بات پر دال ہے کہ اس مبارک ماہ میں جتنا ہو سکے عبادات میں زیادتی کرنی چاہیئے وہ عبادات روزہ کی شکل میں ہوں یا نوافل کی شکل میں یا صدقہ وخیرات کی شکل میں، وہ بدعت یا ناجائز نہیں، ویسے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے کہ جو عبادات نماز روزہ یا صدقہ وخیرات کی شکل میں جو کی جاتی ہیں ان کو صرف تعین وقت کی وجہ سے بدعت و ناجائز کہہ دیتے ہیں ان لوگوں کو یہ دیکھنا چاہیے کہ جو اوقات ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی وقت اللہ تعالی کی رحمت کی امید کرتے ہوئے کسی بھی عبادت میں مصروف ہوتا ہے وہ ان ہزاروں لوگوں سے تو بہت بہتر ہے جو غفلت کا شکار ہوتے ہیں اوقات ممنوعہ کے علاوہ اگر کوئی کسی بھی وقت عبادت خداوندی میں مصروف ہوتا ہے اس کی دل شکنی کرنے کی بجائے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے نہ کہ اس کو بدعتی ہونے کے القابات سے نوازا جائے اور پھر ایسے اوقات کہ جن میں نبی اکرم ﷺ سے عبادت خداوندی میں مصروف ہونا ثابت اور آپ ﷺ کا ان اوقات میں عبادت الٰہی میں مصروف ہونا پسندیدہ ہو ایسے وقت میں کسی کو یاد خدا سے روکنا کیا معنی رکھتا ہے تو شعبان المعظم اس میں تو نبی اکرم ﷺ پسند فرماتے تھے کہ میں عبادت خداوندی میں مصروف رہوں۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ کے الفاظ ,, فاحب ان یرفع عملی و انا صائم ،، اس پر دال ہیں تو اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اگر کوئی اوقات ممنوعہ کے علاوہ اس ماہ مبارک میں عام ایام سے زیادہ عبادت الٰہی کی طرف راغب ہوتا ہے تو وہ ناجائز و بدعت نہیں بلکہ پسندیدہ مصطفی ﷺ قرار پائیں گی، کیونکہ آقا کریم ﷺ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ جب میرے اعمال اٹھائے جائیں تو میں روزہ سے ہونا پسند کرتا ہوں، اور سال بھر میں کیے جانیوالے اعمال کا اٹھایا جانا اس ماہ میں بیان فرمایا اور اس مہینہ میں روزوں کی کثرت فرمائی عام مہینوں کی نسبت، پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر کوئی اس ماہ میں عبادات میں زیادتی کرتا ہے تو وہ بدعت نہیں بلکہ جائز و مستحسن ہوں گی۔

کثرت صوم کا مہینہ

اس ماہ مبارک میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کثرت کے ساتھ روزے رکھنے کا معمول دوسری کئی روایات میں موجود ہے جن میں سے صحیحین کی روایات بھی ہیں چند ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر 〈۱〉

عن عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم حتی نقول لا یفطر، ویفطر حتی نقول لا یصوم، و ما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم استکمل صیام شهر قط الا شهر رمضان، و ما رأیته فی شهر أکثر صیاما منه فی شعبان.

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھتے حتی کہ ہم کہتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور نہ رکھتے حتی کہ ہم کہتے کہ اب نہیں رکھیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے سوا کسی بھی پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے کے روزے رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔(أخرجه البخاری فی الصحیح فی الصوم، باب صوم شعبان (۱۸۶۸)، و مسلم فی الصحیح (۱۱۵۶)، وابو داود فی السنن، کتاب الصوم، باب کیف کان یصوم النبی صلی الله علیه وسلم (۲٤۳٤)، وابن حبان فی الصحیح ۸/٤۰۹ (۳٦٤۸) وغیرهم.

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس بارے میں کئی روایات ہیں جن کے بارے میں ہم تفصیلا بیان کرنے اور ان کے حوالہ جات نقل کرنے کی بجائے ان میں سے چند میں بیان کیے جانے والے الفاظ کا ذکر کرتے ہیں اور ان کو کئی آئمہ نے روایت کیا ہے لیکن ہم اختصار کے پیش نظر صرف البانی (جو کہ غیر مقلدین کے امام فی الحدیث ہیں کیونکہ اکثریت غیر مقلدین کی اسی کی تحقیق کو نقل کر کے مکھی پر مکھی مارتی ہے) کی کتب کے حوالے سے نقل کریں گے اور ساتھ ہی اس کی اس حدیث کے بارے میں رائے کا بھی ذکر کر دیں گے۔

نمبر 〈۲〉 انہی سے ایک روایت میں ہے:

,کان أحب الشهور الی رسول الله ﷺ ان یصومه شعبان ثم یصله برمضان،،

یعنی رسول اللہ ﷺ کو روزہ رکھنے کے لیے سب مہینوں میں سے شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ محبوب تھا پھر آپ ﷺ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔(یعنی کثرت سے روزے رکھتے حتی کہ رمضان المبارک شروع ہو جاتا)

اس روایت کے بارے میں البانی نے لکھا: **,,قلت: اسناده صحیح علی شرط مسلم و صححه ابن خزیمة والحاکم والذهبی،،(صحیح سنن ابی داود ۷/۱۹۰(۲۱۰۱)**

,,یعنی میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سند امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اور امام ابن خزیمہ نے اس کی تصحیح کی ہے اور امام حاکم اور ذہبی نے بھی۔(رحمۃ اللہ علیہم)

نمبر 〈۳〉 انہی کی ایک روایت میں ہے:

,,لم یکن رسول الله ﷺ لشهر اکثر صیاما منه لشعبان، کان یصومه او عامته،،

یعنی رسول اللہ ﷺ کسی مہینہ میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے آپ ﷺ سارا شعبان یا اکثر شعبان میں روزے رکھتے تھے۔،،

اس روایت کے بارے میں البانی نے لکھا: **,,حسن صحیح،،: مضی أیضا.**

(صحیح سنن نسائی ۲/۱۵۳(۲۳۵۳)

نمبر 〈۴〉 انہی سے ایک روایت میں ہے:

,,ان رسول الله ﷺ کان یصوم شعبان کله،،

اس روایت کے بارے میں البانی نے لکھا: **,,صحیح: م، مضی (۲۱۷۹)،،.**

(صحیح سنن نسائی ۲/۱۵۳(۲۳۵۵)

نمبر 〈۵〉

اس باب میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بھی روایات مروی ہیں۔

جن کے بارے میں البانی نے لکھا : صحیح ۔

(صحیح سنن نسائی ۲/۱۵۲۔۱۵۳(۲۳۵۱و۲۳۵۲)،وصحیح الترغیب والترھیب ۱/۵۹۶)

ان روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ شعبان میں نبی اکرم ﷺ کثرت سے روزے رکھتے تھے جو اس کی فضیلت پر دال ہے اور اس سے اس مبارک مہینہ کی فضیلت ثابت ہے۔

شعبان المعظم کی وجہ تسمیہ

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

,, و اشتقاق شعبان من الشعب ، وهو الاجتماع ، سمی به لأنه يتشعب فيه خير كثير كرمضان ، و قيل لأنهم كانوا يتشعبون فيه بعد التفرقة ، و يجمع على : شعابين ، و شعبانات ، وقال ابن ديد : سمى بذلك لتشعبهم فيه ، أی لتفرقهم ،فی طلب المياه . وفی المحكم سمی بذلك لتشعبهم فی الغارات ، ...... (عمدۃ القاری ۱۱/۱۱۶)

اورشعبان شعب سے مشتق ہے اور وہ اجتماع ہے اس کے نام کی وجہ یہ ہے کہ اس میں خیر کثیر رمضان المبارک کی طرح جمع کی جاتی ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ متفرق ہونے کے بعد اس میں جمع ہوتے تھے اور وہ دو جمع ہوتے پائی،اور ابن دید نے کہا اس لیے اس کا نام رکھا گیا ہے کہ وہ پانی کی طلب میں جدا جدا ہونے کے بعد اس میں جمع ہوتے تھے،اور محکم میں ہے: ان کے غاروں میں جمع ہونے کی وجہ سے اس کا نام رکھا گیا۔

غنیۃ الطالبین میں ہے کہ:

,,شعبان میں پانچ حروف ہیں۔ش شرف کا ہے،ع علو کا،ب بر کا ہے،الف الفت کا،اور ن نور کا ہے اس مہینے میں یہ پانچوں حروف بارگاہ الہی سے بندے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں اس ماہ

میں نیکیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، برکتوں کا نزول ہوتا ہے خطاؤں کو معاف کیا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ پر درود کی کثرت کی جاتی ہے۔(غنیة الطالبین مترجم:۳۴۱)

تحویل قبلہ کا مہینہ

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق یہی وہ مقدس مہینہ ہے جس میں کعبہ کو امت محمد یہ ﷺ کے لیے قبلہ مقرر کیا گیا:

,, قال ابو حاتم رضی الله عنه : صلى المسلمون الى بيت المقدس بعد قدوم المصطفى ﷺ المدينة سبعة عشر شهرا و ثلاثة أيام سواء ، و ذلك أن قدومه ﷺ المدينة كان يوم الاثنتين لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الأول و أمره الله جل و علا باستقبال الكعبة يوم الثلاثاء للنصف من شعبان .

(صحيح ابن حبان ٤/ ٦٢٠ تحت حديث ١٧١٦ و ذكره القرطبى فى تفسيره ٢/ ١٥٠ تحت آيت ﴿قد نرى تقلب وجهك فى السماء ...الخ﴾

یعنی امام ابوحاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانوں نے بیت المقدس کی طرف سترہ مہینے اور تین دن تک مصطفیٰ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد نمازیں پڑھیں، اور پیر کے دن بارہ راتیں گزرنے کے بعد ربیع الاول شریف کے مہینہ میں (نبی اکرم ﷺ) مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ نے استقبال کعبہ کا حکم پندرہ شعبان بروز منگل کو دیا۔

اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس ماہ مبارک کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اس میں کعبہ معظّمہ کو قبلہ بنایا گیا جو کہ محبوب ختم المرسلین ﷺ ہے۔

درود کی کثرت کرنے کا مہینہ

نبی اکرم ﷺ پر اہل ایمان کو جو درود وسلام کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت مبارکہ ,,﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا

تَسْلِیْمًا﴾ ،،اسی ماہ مبارک میں نازل ہوئی ،جیسا کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ,,القول البدیع ،الباب الأول ،صفحہ ۹۹ پر، پہلے باب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا کہ ,,رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کا یہ حکم کس وقت ہوا ،یعنی یہ آیت مبارکہ کب نازل ہوئی ،درود کی مختلف اقسام ، اچھے طریقے سے نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ،یعنی عمدہ واحسن الفاظ کے ساتھ ،ان مجالس میں حاضر ہونے کی ترغیب جن میں آپ ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے ،اہل سنت کی علامت کثرت درود ہے ،فرشتے ہمیشہ ہر وقت آپ ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں ،حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کو بطور مہر آپ ﷺ پر درود پڑھ کر دیا ،ایک مدت تک بچے کا رونا آپ ﷺ پر درود ہوتا ہے ،آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم جب کسی دوسرے رسول پر درود پڑھا جائے ،اور غیر انبیاء ورسل پر درود بھیجنے کے بارے میں وارد احادیث اور جو اس کے متعلق اختلاف واقع ہے۔ یہ تعارف لکھنے کے بعد حضرت ابوذر ہروی سے نقل کرتے ہیں:

,, أن الأمر بالصلاة على النبي ﷺ كان في السنة الثانية من الهجرة ،وقيل : في ليلة الاسراء ، و في فضل شعبان لابن أبي الصيف اليمني بلا اسناد أنه قيل : ان شعبان شهر الصلاة على محمد المختار ، لأن آية الصلاة عليه ﷺ نزلت فيه . ،،

نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ۲ ہجری میں نازل ہوا اور کہا گیا ہے کہ یہ لیلۃ الاسراء میں نازل ہوا اور ابن ابی صیف یمنی کی فضائل شعبان میں بغیر سند کے ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شعبان المعظم کا مہینہ محمد المختار ﷺ پر درود پڑھنے کا مہینہ ہے کیونکہ آپ ﷺ پر درود پڑھنے کے حکم کی آیت اسی مہینہ میں نازل ہوئی۔

عن جعفر الصادق رضی اللہ تعالی عنه انه قال:

,,من صلى على النبی ﷺ فی شعبان کل یوم سبعمائة مرة یؤکّل اللہ تعالی

ملائكة ليو صلوها اليه و تفرح روح محمد ﷺ بذا لك ثم يامر اللّٰه تعالی ان یستغفروا له الی یوم القیامة.

(ابن ابی الصيف نقله عنه السخاوی فی القول البديع ۳۹۵،باب الصلاة عليه فی شعبان.)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

''جس نے شعبان کے ہر دن میں نبی اکرم ﷺ پر سات سو مرتبہ درود شریف پڑھا۔تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے فرشتوں کی ڈیوٹی لگا دیتا ہے جو کہ وہ درود شریف آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے اور پہنچاتے ہیں۔جس سے نبی اکرم ﷺ کی روح مبارکہ خوشی و مسرّت کا اظہار فرماتی ہے پھر ان فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ وہ قیامت تک اس شخص کیلئے استغفار کرتے رہیں۔''

شعبان المعظم کی خاص پندرھویں رات کے بارے میں بھی کثرت درود کی روایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

عن طاوس اليماني أنه قال: سألت الحسن بن علی رضی الله عنهما عن ليلة الصك يعني ليلة النصف من شعبان و عن العمل فيها فقال: أنا أجعلها ثلاثا، فثلث أصلي فيه على جدي النبي ﷺ ائتمار الأمر اللّٰه عزوجل حيث يقول ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾

و ثلث أستغفر اللّٰه تعالى فيه مثنى، مثنى لقوله ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

و ثلث أركع و أسجد ائتمارا لقوله تعالى ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾فقلت وما ثواب من فعل ذلك قال سمعت أبي يقول: قال النبی ﷺ من أحيا ليلة الصدر كتب من المقربين يعنى الذين فی قوله تعالى: ﴿فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ﴾.

(نقله السخاوی فی القول البديع ۳۹۶، باب الصلاة عليه ﷺ فی شعبان.)

حضرت امام طاوس یمانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما سے پندرہ شعبان کی رات اور اس میں عمل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

میں اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصہ میں اپنے نانا جان ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہ اس نے حکم فرمایا: ﴿یَـٰٓأَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا﴾ یعنی ''اے مؤمنو! نبی اکرم (ﷺ) پر درود اور سلام پڑھو جیسا کہ اس کا پڑھنے کا حق ہے۔''

اور دوسرے حصہ میں اللہ تعالی سے استغفار کرتا ہوں اللہ تعالی کے اس حکم پر عمل کرتے ہوئے کہ اس نے حکم فرمایا: ﴿وَمَا کَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ﴾ یعنی ''اللہ تعالی کی یہ شان نہیں کہ وہ ان کو عذاب دے حالانکہ وہ استغفار کرتے ہوں''

اور تیسرے حصہ میں نماز پڑھتا ہوں اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے:

﴿وَاسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ﴾ یعنی ''سجدہ کر اور قرب حاصل کر''

میں نے عرض کیا جو شخص یہ عمل کرے اس کے لئے کیا ثواب ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: جس نے پندرہ شعبان کی رات کو زندہ کیا۔ اس کو ''مقربین'' یعنی ان لوگوں میں کہ جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَاَمَّآ اِنۡ کَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ﴾ میں لکھ دیا جاتا ہے۔

ان روایات سے یہ معلوم ہوا کہ اس ماہ مقدس میں نبی اکرم ﷺ پر درود پاک کی کثرت کرنی چاہیے اور خاص کر شعبان کی پندرھویں یعنی شب برات کو۔

تو اہل ایمان کو چاہیے کہ بارگاہ مصطفی ﷺ میں اس ماہ میں اور خاص کر شب برات کو درود و سلام کثرت سے پڑھیں۔

ليلة النصف من شعبان

شعبان المعظم میں ایک رات ایسی ہے جس کو عام طور پر شب برات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ رات شعبان المعظم کی پندرھویں رات ہے اور عام بلاد اسلامیہ میں مسلمان اس رات میں عام راتوں کی نسبت زیادہ عبادت خداوندی میں مشغول ہوتے ہیں اور اس رات کو عظمت وفضیلت والی رات جانتے ہیں لیکن ماضی قریب سے کچھ لوگ اس کی فضیلت وعظمت کے انکار میں کوشاں اور اس کی فضیلت وعظمت کے قائل کو بدعتی وغیرہ کے القابات سے یاد کرنے لگے ہیں ہم یہاں اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ یہ رات حقیقت میں فضیلت وعظمت والی رات ہے۔

اولا: کسی چیز کے ناموں کی کثرت بھی اس کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے تو اس رات کے جو نام علماء سے ثابت ہیں پہلے ہم ان کا ذکر کرتے ہیں بعد میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں گے کہ اس رات کو واقعتاً فضیلت وعظمت حاصل ہے۔

شعبان المعظم کی پندرھویں شب کے کئی نام ہیں۔

اولا: ليلة البرأة. دوم: الليلة المباركة.

سوم: ليلة الصك. چهارم: ليلة الرحمة

ان چاروں ناموں کا ذکر صاحب کشاف (۴۶۷-۵۳۸ھ) نے کیا ہے اور اس بارے میں لکھا

,,...ولها أربعة أسماء: الليلة المباركة، وليلة البراءة، وليلة الصك، وليلة الرحمة.

ان ناموں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا,,اور کہا گیا ہے کہ اس رات اور ليلة القدر کے درمیان چالیس راتیں ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس کو شب برات اور شب صک اس لئے کہتے ہیں کہ بندار یعنی وہ شخص جس کے ہاتھ میں وہ پیمانہ ہو کہ جس سے ذمیوں سے پورا اخراج لے کر ان کے لئے برات لکھ دیتا ہے اسی طرح اللہ تعالی اس رات کو اپنے بندوں کے لئے بخشش کا پروانہ لکھ دیتا ہے اور یہ

بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی پانچ خصوصیات ہیں:

اس میں ہر کام کا فیصلہ ہوتا ہے

اس میں عبادت کرنے کی فضیلت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی اس رات میں سو رکعت (نوافل) نماز پڑھتا ہے اللہ تعالی اس کی طرف سو فرشتے بھیجتا ہے تیس (۳۰) اس کو جنت کی بشارت دیتے ہیں، اور تیس (۳۰) اس کو عذاب جہنم سے امان اور تیس (۳۰) اس سے آفات دنیا کو دور رکھتے ہیں اور دس (۱۰) اس سے شیطان کے فریب کو دور کرتے ہیں۔

اس میں رحمت کا نزول ہوتا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی اس رات میری امت میں سے بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں پر رحم فرماتا ہے،

اور اس میں حصول مغفرت ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،، بے شک اللہ تعالی اس رات میں تمام مسلمانوں کی بخشش فرما دیتا ہے سوائے کاہن، ساحر، کینہ پرور، ہمیشہ شراب پینے والا، والدین کا نافرمان اور ہمیشہ کا زانی۔

اس میں رسول اللہ ﷺ کو شفاعت کاملہ عطا کی گئی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ شعبان کی رات کو اپنی امت کی شفاعت کا سوال کیا پس آپ کو تہائی حصہ عطا کر دیا گیا پھر آپ ﷺ نے چودہ شعبان کی رات کو سوال کیا تو آپ ﷺ کو دو حصے عطا کر دی گئی پھر آپ ﷺ نے پندرہ شعبان کی رات کو سوال کیا تو آپ ﷺ کو تمام عطا کر دی گئی سوائے چند نافرمان لوگوں کے۔

اور اس رات میں اللہ تعالی کی عادت کریمہ ہے کہ وہ اس رات کو آب زم زم میں ظاہر ازیادتی فرماتا ہے۔

(جار اللہ الزمخشری فی تفسیر الکشاف ۲۶۳.۲۶۲/۴، ونقلہ ابن عادل الدمشقی الحنبلی(۸۸۰ھ) فی اللباب فی علوم الکتاب ۳۱۰.۳۰۹/۱۷، والرازی فی مفاتیح الغیب المعروف تفسیر الکبیر، کلھم فی تفسیر سورۃ الدخان.)

اس کے علاوہ بھی اس کے اسماء ذکر کیے گئے ہیں

نمبر(۵) لیلۃ التکفیر :اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں پورے سال کے صغائر گناہ معاف ہوجاتے ہیں

نمبر(٦) لیلۃ القسمۃ :اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں رزق کی تقسیم ہوتی ہے۔

نمبر(۷) لیلۃ الاجابۃ: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

نمبر(۸) لیلۃ عید الملائکۃ :جیسا کہ نام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات فرشتوں کی عید ہے۔

نمبر(۹) لیلۃ الشفاعۃ : اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ نے شفاعت کا سوال کیا۔

نمبر(۱۰) لیلۃ التقدیر اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اس سال کے مرنے والوں کا نام لکھ دیا جاتا ہے

نمبر(۱۱) لیلۃ التعظیم :اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ رات لیلۃ القدر کے بعد افضلیت والی ہے۔

نمبر(۱۲) لیلۃ الغفران :اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جہنم سے آزادی کی رات ہے رونے والوں کے لئے۔

نمبر(۱۳) لیلۃ الحیاۃ :زندگی عطا کرنے والی رات۔

نمبر(۱۴) لیلۃ الجائزۃ :انعام والی رات۔

نمبر(۱۵) لیلۃ الرجحان: رجحان یعنی ترجیح کی رات۔

(همیان الزاد للاباضی تحت سورة الدخان آیت (۳) ، و کتاب تحفة الاخوان فی قراء ة المیعاد فی رجب و شعبان و رمضان للشیخ شهاب الدین أحمد بن حجازی الفشینی ص ۸۶. ۸۷،والکلمات الحسان فی فضائل لیلة نصف شعبان للشیخ حسنین محمد علی مخلوف العدوی ص ٤٦ ،و ماذا فی شعبان ؟ للسید محمد بن علوی المالکی ٦٨، ٦٩، ۷۰، ۷۱. بتصرف)

تحفة اهل الایمان فی لیلة النصف من شعبان

نمبر ﴿۱﴾

یہ وہ رات ہے جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : یطلع اللہ الی خلقه لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه ،الا لمشرك أو مشاحن .

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ,,اللہ تعالی نصف شعبان کی رات اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس مشرک اور کینہ پرور کے سوا ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے۔''

(أخرجه ابن حبان فی الصحیح ۱۲/۴۸۱ (۵۶۶۵) ،والطبرانی فی مسند الشامیین ۱/۱۲۸ (۲۰۳) ،وفی الکبیر ۲۰/۱۰۸ (۲۱۵)،وفی الاوسط ۷/۲۸ (۶۷۷۶) ،والبیهقی فی شعب الایمان ۵/۳۶۰ (۳۵۵۲)، وفی فضائل الاوقات ۱۱۹. ۱۲۰ (۲۲) وابو نعیم فی الحلیة الأولیاء ۵/۱۹۱ ،والدارقطنی فی العلل ۶/۵۰ ،وفی کتاب النزول ۱۵۸ (۷۷)، و ابن ابی عاصم فی السنة ۱/۲۲۴ (۵۱۲)

قال الهیثمی فی مجمع الزوائد۸/۶۵ :رواه الطبرانی فی الکبیر والأوسط ورجالهما ثقات ۔ ,,یعنی امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو معجم کبیر اور اوسط میں روایت کیا اور دونوں کے رجال (راوی) ثقہ ہیں۔

غیر مقلدین کے محدث ناصر الدین البانی نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ,,مکحول لم یلق مالك بن یخامر .،، نقل کرنے کے بعد لکھا: ,,قلت : ولولا ذلك لكان الاسناد حسنا ، فان رجاله موثوقون ، وقال الهیثمی فی مجمع الزوائد ۸/۶۵: رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط و رجالهما ثقات .

(سلسلة الأحادیث الصحیحة ۳/۱۳۵ (۱۱۴۴)

یہی البانی ,,صحیح موارد الظمان الی زوائد ابن حبان ۲/۲۶۳ (۱۶۶۲)،، میں لکھتا ہے: ,,حسن،، .التعلیق الرغیب ۳/۲۸۲ و ۲۸۳، الصحیحة (۱۱۴۴).

یہی البانی ,, صحیح الترغیب والترهیب ،، (۱۰۲۶)(۲۷۶۷)، میں کہتا ہے ,,حسن صحیح،،

اورشعیب الارنؤوط نے لکھا: ,,حدیث صحیح بشواهده رجاله ثقات الا أن فیه انقطاعا ، مکحول لم یلق مالك بن یخامر. آگے دوسری روایات کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے ,,وهذه الشواهد و ان کان فی کل واحد منهما مقال تقوی حدیث الباب . (صحیح ابن حبان ۱۲/۴۸۱-۴۸۲)

نمبر ﴿۲﴾

عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان الله لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا لمشرك او مشاحن .

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ,,بے شک اللہ تعالی نصف شعبان کی رات (اپنی مخلوق کی طرف) متوجہ ہوتا ہے پس مشرک اور کینہ پرور کے سوا ہر ایک کی مغفرت فرما دیتا ہے۔،،

(أخرجه ابن ماجه فی السنن , باب ما جاء فی لیلة النصف من شعبان ، (۱۳۹۰) و ابن ابی عاصم فی السنة ۱/۲۲۲ (۵۱۰)،واللالکائی فی شرح اصول اعتقاد اهل السنة ۳/۴۴۵، والطبرانی فی الکبیر ۲۲/۱۸۴ .۱۸۵ (۵۹۰ .۵۹۳)،والدارقطنی فی النزول ۱۷۳ .(۹۴)، والبیهقی فی فضائل الاوقات ۱۲۱ .۱۲۲ (۲۳)، و فی شعب الایمان ۵/۳۶۰)

قال الالبانی فی ظلال الجنة فی تخریج السنة لابن ابی عاصم (۵۱۰) صحیح لغیره .

وقال فی صحیح سنن ابن ماجه ۱/۴۱۵ (۱۱۴۸) حسن .

یعنی البانی نے اس روایت کو ,,صحیح لغیره ،،اور ,,حسن ،، قرار دیا ہے۔

نمبر (۳)

عن عبد الله بن عمرو أن رسول الله ﷺ قال : يطلع الله عزوجل الى خلقه ليلة النصف من شعبان ، فيغفر لعباده الا لاثنين : مشاحن ، وقاتل نفس.

(أخرجه أحمد فى مسنده ٢/ ١٧٦ (٦٦٤٢)، والخلال فى المجالس العشرة (٢)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ,,اللہ تعالی شعبان کی پندرھویں رات اپنی مخلوق کی طرف (خاص) متوجہ ہوتا ہے پس اپنے تمام بندوں کی بخشش فرماتا ہے سوائے دو کے، اول کینہ پرور، دوم خودکشی کرنے والا۔

البانی اس روایت کونقل کرنے کے بعد لکھتا ہے: ,, **قلت : وهذا اسناد لا بأس به فى المتابعات والشواهد ، قال الهيثمى : وابن لهيعة لين الحديث ، وبقية رجاله وثقوا . وقال الحافظ المنذرى (٣/ ٢٨٣) واسناده لين . قلت : لكن تابعه رشيدين بن سعد بن حيى به . أخرجه ابن حيويه فى حديثه . (٣/ ١٠/ ١) فالحديث حسن .**

,,یعنی شواہد اور متابعات میں اس سند میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ابن لھیعہ کمزور حدیث والا ہے اور باقی رجال کی توثیق کی گئی ہے، اور حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور اس کی سند کمزور ہے۔ البانی کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں اس کا متابع رشیدین بن سعد بن حیی ہے اس کی روایت کو ابن حیویہ نے روایت کیا پس یہ حدیث حسن ہے۔

نمبر (٤)

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :اذا كان ليلة النصف من شعبان يغفر الله لعباده الا لمشرك أو [في تاريخ بغداد: أو لعبد] مشاحن .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو اللہ تعالی مشرک یا کینہ پرور کے سوا اپنے بندوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

(أخرجه الخطيب في تاريخ بغداد ٢٥١/١٢، في ترجمة يعقوب بن اسحاق بن زياد ، و البزار في مسنده (كشف الاستار ٤٣٦/٢)

قال الهيثمي في مجمع الزوائد(٦٥/٨) رواه البزار وفيه هشام بن عبد الرحمن ولم اعرفه و بقية رجاله ثقات۔ امام ہیثمی نے فرمایا اس کو امام بزار نے روایت کیا ہے اور اس میں ہشام بن عبدالرحمٰن اور میں اس کونہیں جانتا اور اس کے باقی رجال (راوی) ثقہ ہیں۔

قلت : ذكره البخاري في التاريخ الكبير ١٩٩/٨ (٢٧٠٠) ولم يضعفه .

نمبر〈۵〉

عن ابي بكر قال قال رسول الله ﷺ اذا كان ليلة النصف من شعبان ينزل الله تبارك وتعالى الى سماء الدنيا فيغفر لعباده الا ما كان من مشرك او مشاحن لأخيه.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ,,جب شعبان کی پندرھویں رات آتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا کی طرف ظہور فرماتا ہے پس اپنے بندوں کی بخشش فرماتا ہے سوائے ان کے جو مشرک اور کینہ پرور ہے۔

(أخرجه البزار في مسنده ١٤٥،٩٣/١ (١١٤) ،وابن خزيمة في التوحيد ١٣٦ ، و الفاكهي في اخبار مكة ...(١٧٧٤)، و ابن ابي عاصم في السنة (٤٠٩) والعقيلي في الضعفاء الكبير (١١٣٥)،والدارقطني في النزول (٧٦.٧٥)واللالكائي في شرح اصول اعتقاد اهل السنة (٥٧٩) ، والرد على الجهمية للدارمي (٦٨)

قال الالباني في ظلال الجنة في تخريج السنة لابن ابي عاصم (٥٠٩) صحيح لغيره .البانی نے اس کو ,, صحيح لغيره ،،قرار دیا ہے

نمبر〈۶〉

عن عوف رضى الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : يطلع الله تبارك و تعالى

على خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لهم كلهم الا لمشرك او مشاحن .

حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
,,اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس وہ تمام کی بخشش فرماتا ہے
سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔(أخرجه البزار فى مسنده ۷/۱۸٦ (۲۷۵٤)

وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد ۸/۷۷ : رواه البزار ، وفيه عبد الرحمن بن زياد بن أنعم ، وثقه أحمد بن صالح ، وضعفه جمهور الأئمة ،و ابن لهيعة لين ، وبقية رجاله ثقات .

نمبر (۷)

عن ابى ثعلبة أن النبى ﷺ قال : يطلع الله على عباده ليلة النصف من شعبان فيغفر للمؤمنين و يمهل الكافرين ،ويدع اهل الحقد بحقدهم حتى يدعوا .

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا,,
اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کو اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس وہ مومنوں کی بخشش فرماتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ کو چھوڑ دیں۔

(أخرجه الطبرانى فى الكبير ۲۲/۱۸٤.۱۸٥ (۵۹۰.۵۹۳)، والبيهقى فى شعب الايمان ۵/۳۵۹ (۳۵۵۱)، وفى فضائل الاوقات ۱۲۱.۱۲۲ (۲۳)،ومحمد بن عثمان بن ابى شيبة فى العرش ۹۳.۹٤(۸۷)، والدارقطنى فى النزول ۱۵۹.۱٦۲(۷۸.۷۹. ۸۰.۸۱)، وابن ابى عاصم فى السنة ۱/۲۲۳.۲۲٤(٤۱۱) واللالكائى فى السنة ۳/٤٤۵ (۷۲۰) وابن قانع فى معجم الصحابة ۳/۱۲۲۱ (۳۰۳)

قال الالبانى فى ظلال الجنة (۵۱۱),,صحيح،، وقال فى صحيح الترغيب والترهيب ,, صحيح لغيره ،،اور محمد بن حمد الحمود نے لکھا ,, حديث صحيح ،، ...(كتاب العرش ۹۳)

نمبر (۸)

عن عائشة قالت فقد رسول الله ﷺ ليلة فخرجت فاذا هو بقيع فقال اكنت تخافين أن يحيف الله عليك ورسوله قلت يا رسول الله ﷺ انى ظننت انك اتيت بعض نسائك فقال ان الله تعالى ينزل ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا، فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی آپ فرماتی ہیں کہ: ”میں نے نبی اکرم (ﷺ) کو ایک رات نہ پایا تو میں آپ کی جستجو میں نکلی تو آپ ﷺ کو بقیع میں اس طرح پایا کہ آپ کا سرِ مبارک آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تمہیں اس کا خوف ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریگا۔ عرض کیا: مجھے یہ تو خوف نہیں ہے۔ مگر میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ (عزوجل) آسمانِ دنیا کی طرف پندرھویں شعبان کی شب کو نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ ”بنی کلب“ کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے زیادہ مخلوق کو اللہ تعالی بخش دیتا ہے۔“

(أخرجه الترمذى فى الجامع فى الصوم باب ما جاء فى ليلة النصف من شعبان (۷۳۹)، و ابن ماجه فى السنن (۱۳۷۹)، و احمد فى مسنده ۲۳۸/٦ (۲٦۰٦۰)، واسحاق بن راهويه فى مسنده ۳۲۷/۲ (۸۵۰)، و عبد بن حميد فى المنتخب ۲۳۳/۳ (۱۵۰۷) والبيهقى فى شعب الايمان ۳۵۷/۵ (۳۵٤۵)، وفى فضائل الاوقات ۱۳۱. ۱۳۲ (۲۸)، واللالكائى فى السنة ٤٤۸/۳ (۷٦٤)، والدارقطنى فى النزول ۱٦۹. ۱۷۰ (۸۹)

قال الألبانى: ورجاله ثقات، لكن حجاج وهو ابن ارطأة مدلس وقد عنعنه، وقال الترمذى: و سمعت محمدا (يعنى البخارى): يضعف هذا الحديث.

(سلسلة الأحاديث الصحيحة ۱۳۸/۳)

ان روایات کو نقل کرنے کے بعد البانی لکھتا ہے:

,, و جملة القول أن الحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب ، والصحة تثبت بأقل منها عددا ، ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو شأن فى هذا الحديث ، فما نقله الشيخ القاسمى رحمة الله تعالى فى اصلاح المساجد (ص ١٠٧) عن أهل التعديل و التجريح أنه ليس فى فضل ليلة النصف من شعبان حديث يصح ، فليس مما ينبغى الاعتماد عليه ، ولئن كان أحد منهم أطلق مثل هذا القول فانما أوتى من قبل التسرع و عدم وسع الجهد لتتبع الطرق على هذا النحو الذى بين يديك. والله تعالى هو الموفق.

(سلسلة الأحاديث الصحيحة ٣/١٣٨. ١٣٩)

اور جملۃ القول یہ ہے کہ بے شک ان طرق کے مجموعہ سے یہ حدیث بلاشک صحیح ہے اور صحت اس سے کم عدد پر بھی ثابت ہوتی ہے جب تک کہ وہ شدید ضعف سے محفوظ ہوں جیسا کہ اس حدیث میں ضعف، پس جو شیخ قاسمی نے اصلاح المساجد کے صفحہ ۱۰۷ پر نقل کیا اہل جرح و تعدیل سے، کہ بے شک نصف شعبان کی رات کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے پس یہ اس قابل نہیں کہ اس پر اعتماد کیا جا سکے، اور اگر ان میں سے کسی ایک نے اسی طرح کے قول کا اطلاق کیا ہے پس اس پر یہ حکم جلدی اور کم کوشش کرنے اور ان کی مثل جو تیرے سامنے طرق ہیں کو تلاش نہ کرنے کی وجہ سے، واللہ تعالی ھوالموفق۔

نمبر ﴿٩﴾

عن عثمان بن أبى العاص عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: اذا كان ليلة النصف من شعبان نادى مناد هل من مستغفر فأغفر له ؟ هل من سائل فأعطيه ؟ فلا يسأل أحد شيئا الا أعطى ، الا زانية بفرجها أو مشرك .

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو پکارنے والا پکارتا ہے کوئی ہے جو گناہوں سے مغفرت چاہے؟ میں اسے معاف کردوں۔ کوئی ہے مانگنے والا؟ میں اسے عطا کروں؟ پس کوئی سوالی ایسا نہیں کہ کچھ مانگے مگر اس کو عطا کر دیا جاتا ہے سوائے زانیہ عورت یا مشرک کے۔

(أخرجه البيهقى فى شعب الايمان ٣٦٢/٥ (٣٥٥٥) وفى فضل الاوقات 126.125 (٢٥) والخلال فى المجالس العشرة (٤) والخرائطى فى مساوى الاخلاق (٤٦٧)

نمبر ﴿١٠﴾

عن أبى أمامة الباهلى قال: قال رسول الله ﷺ: يهبط الله عزوجل الى سماء الدنيا الى عباده فى ليلة النصف من شعبان ،فيطلع اليهم ،فيغفر لكل مؤمن و مؤمنة وكل مسلم و مسلمة الا كافرا أو كافرة أو مشركا أو مشركة ،أورجلا بينه و بين أخيه مشاحنة ويدع أهل الحقد لحقدهم .

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،، اللہ تعالی اپنے بندوں کی طرف آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے نصف شعبان کی رات، پس وہ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو تمام مومن مردوں اور عورتوں اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی بخشش فرماتا ہے مگر کافر مردوں اور عورتوں یا مشرک مردوں اور عورتوں کی بخشش نہیں فرماتا اور ایسے آدمی کہ جو اپنے بھائیوں کے لئے کینہ رکھتے ہوں اور کینہ پروروں کو چھوڑ دیتا ہے ان کی کینہ پروری کی وجہ سے۔ (أخرجه الخلال فى المجالس العشرة (٣)

نمبر ﴿١١﴾

عن كعب قال: ان الله عزوجل يطلع الى خلقه فى ليلة النصف من شعبان فيغفرلهم جميعا الا لمشرك او مشاحن . (ترجمہ کئی بار گزر چکا)

(أخرجه الدارقطنى فى النزول ١٦٨ (١٨٨)

نمبر ﴿۱۲﴾

,,عن كثير بن مرة قال قال رسول الله ﷺ :ان الله ينزل الى السماء الدنيا ليلة النصف من شعبان ،فيغفر لمن استغفر الا لمشرك ،أو مشاحن .

حضرت کثیر بن مرہ سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا,, اللہ تعالی نصف شعبان کی رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے پس ہر اس کی بخشش فرما دیتا ہے جو اس سے بخشش طلب کرے سوائے مشرک اور کینہ پرور کے۔

(أخرجه الدارقطني فى النزول ۱۶۵.۱۶۶ (۸۲.۸٤) والبيهقى فى شعب الايمان ۳۵۹/۵ (۳۵۵۰) وفى فضائل الاوقات ۱۲۲ وابن ابى شيبة فى المصنف ٤۳۸/۱۰،و عبد الرزاق فى المصنف ۳۱۷/٤،والحارث فى مسنده (بغية الباحث (۳۳۵)

قلت: هذا مرسل ،رجاله ثقات.

نمبر ﴿۱۳﴾

عن مكحول قال رسول الله ﷺ :ان الله يطلع فى كل ليلة النصف من شعبان ،فيغفر لكل عبد له الا مشركا و مشاحنا .(أخرجه الدارقطنى فى النزول ۱۶۸ (۸۷)

نمبر ﴿۱۴﴾

عن مكحول ان الله يطلع على اهل الارض فى النصف من شعبان فيغفر لهم الا لرجلين الا كافر او مشاحن.

(أخرجه البيهقى فى شعب الايمان ۳۵۸/۵ (۳۵٤۹)،وفى فضائل الاوقات ۱۲۲، واللالكائى فى السنة ٤۵۲/۳ (۷۷۲)

نمبر﴿۱۵﴾

عن عطاء بن يسار قال: ما من ليلة بعد ليلة القدر أفضل منها يعنى ليلة النصف

من شعبان ينزل الله تبارك و تعالى الى سماء الدنيا فيغفر الا لمشرك أو مشاحن أو قاطع رحم .(أخرجه اللالكائى فى السنة ٤٥١/٣(٧٦٩)

حضرت عطا بن یسار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,,لیلۃ القدر کے بعد شعبان کی پندرھویں رات سے افضل کوئی رات نہیں ہے اس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پس مشرک، کینہ رکھنے والے اور قطع رحم کرنے والے کے علاوہ سب کی بخشش فرما دیتا ہے۔

نمبر (١٦)

فضيل بن فضالة يقول : ان الله يهبط الى السماء الدنيا ليلة النصف من شعبان فيعطى رغابا و يفك رقابا و يفخم عقابا . (أخرجه اللالكائى فى السنة ٤٥٢/٣(٧٧٣)

فضیل بن فضالہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے اور نیکوں کو ثواب جزیل عطا فرماتا ہے جہنمیوں کو آزاد فرماتا ہے اور عذاب میں کمی و نرمی فرماتا۔(یعنی گناہگاروں کو نہ کہ کافروں کو)

مذکورہ بالا روایات جن میں ,,مرفوع صحیح، مرفوع حسن، مرفوع ضعیف، مرسل صحیح، مرسل حسن، مرسل ضعیف روایات ہیں یہ اس بات پر دلیل ہیں کہ اس رات کو فضیلت حاصل ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف خاص نظر رحمت فرماتا ہے جس میں ہر بخشش کے طالب کی بخشش فرماتا ہے ہر گناہوں سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ہر سوال کرنے والے کو عطا فرماتا ہے پس یہ رات جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مطابق اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر خاص نظر کرم و رحمت فرماتا ہے اس میں مسلمانوں کو اپنے خالق سے بخشش طلب کرنے، گناہوں سے توبہ کرنے، سوالات کی طلب، اور رحمت خداوندی کا حقدار بننے سے روکنے کی بجائے اپنے خالق سے سامنے سر بسجود ہونے کی ترغیب دینی چاہیے تا کہ مسلمان بھائیوں کی بھلائی ہو سکے۔

سال بھر میں مرنے والوں کے فیصلے کی رات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿حٰمٓ (۱) والکتب المبین(۲) انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین(۳) فیھا یفرق کل امر حکیم(۴)﴾

امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

﴿حٰمٓ﴾ اس ''حاء'' میں معروف قرأت کے مطابق فتح اور امالہ ہے اور اس کے درمیان، اور اسلاف کے نزدیک مختار اور خلف کا اجماع اس پر ہے کہ سورتوں کے اوائل میں جو تمام حروف مقطعات ہیں۔ ان کے نزول کی مراد اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

امام سدی نے حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے نقل کیا ہے:

''کہ بے شک ﴿حٰمٓ﴾ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے!'' شائد اس سے ان کی مراد وہ ہو جو کہ امام عطا خراسانی نے بیان کیا ہے۔ کہ ''حا'' سے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ حلیم، حمید، حیی، حکیم، حنان کی ابتدأ مراد ہے اور ''میم'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی صفات ملک، مجید، منان، کی ابتدا ہے۔

امام ضحاک اور کسائی نے کہا کہ:

اس سے مراد ہے کہ فیصلہ ہو چکا جو کچھ ہونے والا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ ﴿حٰمٓ﴾ کہ ,, حمّ الامر ،، کا معنی ,, قضی الامر ،، ہے اور اس سورۃ کا ان اشارات کی طرف مخصوص ہو کر صادر ہونا کتنا عمدہ پہلو ہے۔

﴿والکتاب المبین﴾ یعنی '' جامع ولامع مراد قرآن ہے ''۔ کیونکہ یہ امور ثابتہ کے لئے ظاہر معجزہ ہے اور پھر اس میں '' واؤ '' قسم کیلئے ہے اور جوابِ قسم یہ قولِ مبارکہ ہے:

﴿انا انزلناہ﴾ یعنی ''روشن کتاب۔'' ﴿فی لیلۃ مبارکۃ﴾ یعنی '' خیر کثیر اور بہت بڑی قدر والی رات ''۔ اور قتادہ نے کہا: کہ یہ لیلۃ القدر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا۔ پھر حضرت جبرائیلِ امین اس

کوتھوڑا تھوڑا لیکر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تیئس (۲۳) سال میں مکمل کیا۔

جیسا کہ ''معالم التنزیل'' میں ہے! اور جیسا کہ امام سیوطی نے ''درمنثور'' حضرت ابن عباس و سعید بن جبیر اور امام نخعی سے بیان کیا ہے۔

حضرت عکرمہ نے فرمایا کہ:

''یہ نصف شعبان کی رات ہے اس میں پورے سال کی تقادیر اور زندوں اور مردوں کی عمریں لکھی جاتی ہیں اور اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔''

(محدثین نے اس قول کی تضعیف کی ہے محدثین کی اس تضعیف کا یہ مطلب ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے یہ رات مراد نہیں، لیکن بعض لوگ اس قول کی تضعیف کی وجہ سے اس بات کا ہی انکار کرتے ہیں کہ اس رات میں یہ کام نہیں ہوتے، اور نہ ہی اس رات کو کوئی فضیلت حاصل ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، اگر اس آیت مبارکہ سے شعبان کی پندرھویں رات مراد نہ بھی ہو اور اس سے مراد شب قدر ہی ہو تب بھی نصف شعبان کی فضیلت اور اس میں ان کاموں کے کیے جانے کا انکار نہیں ہوسکتا، کیونکہ کئی دوسری روایات اس پر دلیل ہیں کہ شعبان کی پندرھویں کو فضیلت حاصل ہے اور اس میں سال بھر کی تقادیر لکھی جاتی ہیں جیسا کہ فضیلت کے بارے میں چند روایات ذکر کی جا چکی ہیں اور کچھ اس بارے میں اور باقی افعال کے بارے میں کچھ اگلے صفحات میں ذکر ہوں گی (ان شاء اللہ العزیز، ارشد مسعود عفی عنہ)

اور امام بغوی نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ: ''شعبان سے شعبان تک اموات لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کے گھر اولاد پیدا ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مُردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔''

میں کہتا ہوں کہ شائد ان دونوں اقوال میں تطبیق اس طرح ہوگی کہ

ابوضحٰی نے حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالی عنہما) سے روایت کی ہے کہ:

”بے شک اللہ تعالی تمام تقدیروں کا فیصلہ پندرھویں شعبان کو فرماتا ہے اور لیلۃ القدر کو ان ارباب کے سپرد کر دیتا ہے۔“

(فضائل شب برأت صفحہ ۱ تا ۶ بتصرف۔ تحقیق وترجمہ: سیدی علامہ محمد عباس رضوی مدظلہ العالی)

اس بارے میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں جو اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ تقادیر کے فیصلے شعبان المعظم میں ہوتے ہیں۔

نمبر〈۱〉

اس بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت بسند حسن ذکر ہو چکی۔

نمبر〈۲〉

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس کو امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے:

,,ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصوم شعبان کله ، قالت : قلت : یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أحب الشهور الیك أن تصوم شعبان ؟ قال: ان الله یکتب فیه علی کل نفس میتة تلك السنة ، فأحب أن یأتینی أجلی و أنا صائم .

(اخرجه ابو یعلی فی مسنده ۸/۳۱۱ (۴۹۱۱)

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان المعظم کا پورا مہینہ روزے رکھتے تھے، فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مہینوں میں سے یہ مہینہ محبوب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالی اس میں اس سال سارے مرنے والوں کی اجل لکھتا ہے پس میں پسند کرتا ہوں کہ میری اجل آئے تو میں روزے سے ہوں۔

میں کہتا ہوں! کہ یہ ,, أن یأتینی أجلی ،،یعنی میری اجل آئے اس کی جگہ ,, أن یکتب أجلی ،،یعنی جب میری اجل لکھی جائے کے الفاظ درست ہیں جیسا کہ دوسری روایات

اس پر دلالت کرتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب .

قال الهيثمی فی مجمع الزوائد ۱۹۲/۳ :قلت: فی الصحيح طرف منه رواه ابو يعلی و فيه مسلم بن خالد الذنجی وفيه كلام و قد وثق.

امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رواه ابو يعلی وهو غريب و اسناده حسن .

(الترغيب والترهيب ۷۲/۲ (۱۵٤۰)

نمبر ﴿۳﴾

عن عائشة أم المؤمنين رضی الله عنها قالت: كان رسول الله صلی الله علیہ وسلم يصوم شعبان كله حتی يصله برمضان ولم يكن يصوم شهرا تاما الا شعبان ، فانه كان يصومه كله ، فقلت : يا رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان شعبان لمن أحب الشهور اليك أن تصومه ؟ فقال : نعم يا عائشة ، انه ليس نفس تموت فی سنة الا كتب أجلها فی شعبان ، وأحب أن يكتب أجلی و أنا في عبادة ربی و عمل صالح .

(أخرجه الخطيب فی تاريخه ٤/ ۲۳٤. ۲۳۵ فی ترجمة احمد بن محمد بن حميد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھتے تھے حتی کہ اس کو رمضان سے ملا دیتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے علاوہ کسی مہینے کے پورے روزے نہیں رکھتے تھے (سوائے رمضان کے) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا مہینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے مہینوں کی نسبت روزے رکھنے کے اعتبار سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کوئی جان ایسی نہیں جس نے اس سال مرنا ہو مگر اس کی موت شعبان میں لکھ دی جاتی ہے پس میں محبوب رکھتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جائے تو میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں۔

امام ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

,,پس یہ حدیث دلیل ہے کہ یہ کتابت پورے ماہ شعبان میں ہوتی ہے۔لیکن دیگر اخبار وآثار جو کہ اس سلسلہ میں وارد ہیں بظاہر ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتابت نصف شعبان کی رات کے ساتھ مخصوص ہے۔شائد رات کے اکثر حصہ میں یہ کتابت ہوتی ہو اور دن کا روزہ صرف برکت کیلئے ہو۔(فضائل شب برات ۱۸، مترجم: سیدی علامہ محمد عباس رضوی مدظلہ العالی)

نمبر ﴿۴﴾

امام ابن نجار انہی سے روایت کرتے ہیں جس کے الفاظ یوں ہیں:

,, یا عائشة انه یکتب فیه ملك الموت من یقبض ، فأحب أن لا ینسخ اسمی الا و أنا صائم . (اخرجه ابن نجار ذکره السیوطی فی الدر المنثور ۳۴۸/۷)

اے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا! اس مہینہ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ ملک الموت کن کی ارواح (اس سال) قبض کرے گا اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام لکھا جائے تو میں روزے سے ہوں۔

نمبر ﴿۵﴾

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہی روایت ہے:

,,لم یکن رسول الله ﷺ فی شهر أکثر صیاما منه فی شعبان ، لأنه ینسخ فیه أرواح الأحیاء فی الأموات ، حتی ان الرجل یتزوج وقد رفع اسمه فیمن یموت .

(أخرجه ابن عساکر فی تاریخه ۶۱/ ۲۵۰ (۷۷۶۸)و ذکره السیوطی فی الدر المنثور ۳۴۸/۷ ، وعزاه الی ابن مردویه و ابن عساکر)

یعنی رسول اللہ ﷺ شعبان المعظم سے بڑھ کر کسی ماہ کے روزے نہیں رکھتے تھے کیونکہ

اس میں زندوں کی روحوں کو مردوں میں لکھا جاتا ہے حتی کہ ایک آدمی شادی کرتا ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں اوپر لکھا ہوتا ہے۔

نمبر ﴿۶﴾

عن ابی هريرة أن رسول الله ﷺ قال : تقطع الآجال من شعبان الى شعبان حتی ان الرجل لينكح و يولد له ، وقد خرج اسمه فی الموتی .

(ذكره السيوطی فی الدر المنثور ۳۴۷/۷ ، وعزاه الی ابن زنجويه والديلمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کی اموات کا فیصلہ کیا جاتا ہے فرمایا حتی کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اس کی اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

نمبر ﴿۷﴾

عن راشد بن سعيد أن النبی ﷺ قال : فی ليلة النصف من شعبان يوحی الله الی ملك الموت بقبض كل نفس يريد قبضها فی تلك السنة .

(أخرجه الدينوری فی المجالسة كما ذكره السيوطی فی الدر المنثور ۳۴۸/۷ ،و فی الحبائل فی ااخبار الملائك ۱۲ ،

حضرت راشد بن سعد سے روایت ہے بے شک نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا,, نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ ملک الموت کی طرف وحی کرتا ہے کہ فلاں جان کو قبض کرنا ہے جس کے قبض کرنے کا اللہ تعالیٰ سال بھر میں ارادہ فرماتا ہے۔

نمبر ﴿۸﴾

عن عثمان بن محمد بن المغيرة بن الأخنس ، قال: قال رسول الله ﷺ تقطع الآجال من شعبان الی شعبان حتی ان الرجّل لينكح و يولد له ، وقد خرج

اسمه فی الموتی .

(أخرجه الطبری فی تفسیره ١٢٤/١٣ (٢٤٠٠٩) ،رجاله ثقات غیر عبید بن آدم بن أبی أیاس وهو صدوق ،والبغوی فی تفسیره ٤١٥/٥، وابن ابی الدنیا فی فضائل رمضان ٧(٦) ،والحسن الخلال فی المجالس العشرة ٦(٥) ، و البیهقی فی شعب الایمان ٣٦٥/٥ (٣٥٥٨)

عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنس سے روایت ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کی اموات کا فیصلہ کیا جاتا ہے فرمایا حتی کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اس کی اولاد ہوتی ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

نمبر ﴿٩﴾

عن عطا بن یسار قال: تنسخ فی النصف من شعبان الآجال حتی ان الرجل لیخرج مسافرا و قد نسخ من الاحیاء الی الاموات و یتزوج و قد نسخ من الاحیاء الی الاموات . (أخرجه عبد الرزاق فی المصنف ٣١٧/٤(٧٩٢٥)

حضرت عطا بن یسار سے روایت ہے فرماتے ہیں ,, مرنے والوں کی کتابت (یعنی اس سال کون کون مرے گا) نصف شعبان کو ہوتی ہے حتی کہ آدمی سفر کے لئے نکلتا ہے اور اس کا نام زندوں سے مردوں میں لکھ دیا جاتا ہے اور وہ شادی کرتا ہے حالانکہ اس کا نام زندوں سے مردوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

نمبر ﴿١٠﴾

عن عطا بن یسار قال: اذا کان لیلة النصف من شعبان دفع الی ملك الموت صحیفة ، فیقال اقبض من فی هذه الصحیفة ، فان العبد لیفرش الفراش و ینکح الأزواج و یبنی البنیان و ان اسمه قد نسخ فی الموتی .

(اخرجه ابن ابی الدنیا کما ذکره السیوطی فی الدر المنثور ٣٤٨/٧)

حضرت عطا بن یسار سے روایت ہے فرمایا ,, جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اسے کہا جاتا کہ اس صحیفہ میں جو ہے اس کی جان قبض کر لے (وقت مقررہ پر) بندہ بستر لگاتا ہے عورتوں سے شادی کرتا ہے عمارتیں بناتا ہے حالانکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ شعبان المعظم کے مہینے میں سال بھر میں مرنے والوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور خاص کر وہ رات جس کو شب برات کے نام سے جانا جاتا ہے۔

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ اس مہینے میں بالعموم اور شب برات میں بالخصوص عبادات میں مشغول رہیں تا کہ جب فیصلہ ہو رہا ہو تو اللہ کی بارگاہ میں سر بسجود ہوں یا اس کی عبادت میں مگن ہوں، کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

قیام اللیل

رات کی سیاہی چھا جانے کے بعد جب غافل لوگ خواب غفلت میں گم ہو چکے ہوں اور رات اپنی تاریکیوں کے ساتھ جلوہ فگن ہو چکی ہو ایسے وقت میں کہ جب دیکھنے والی آنکھیں پیچھا کرنے کی بجائے بند ہو چکی ہوں تو ایسے اوقات میں خالق حقیقی کے سامنے سر بسجود ہونا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ والے ہیں اور جن کے بارے میں اللہ وحدہ لاشریک نے اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرمایا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (٦٣) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (٦٤)﴾

(سورۃ الفرقان آیت ۶۳۔۶۴)

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے کلام کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں تم کو سلام۔ اور رات اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے اور قیام کی حالت میں بسر کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ ان کے راتیں بستروں سے جدا، اپنے پیدا کرنے والے کے حضور سر بسجود ہوتے اور قیام کی حالت میں گزرتی ہیں یعنی وہ رات کی سیاہی میں کبھی سجدوں میں ہوتے ہیں اور کبھی قیام میں۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رات کی تاریکی میں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سر بسجود ہونا صرف جائز ہی نہیں بلکہ باعث سعادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں ایک دوسرے مقام پر آیات پر ایمان لانے والوں کی صفت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا

رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴾ (سورۃ السجدۃ آیت ۱۶)

ان کے پہلو (پیٹھیں) بستروں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے پکارتے ہیں اور وہ رزق جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالی نے رات کو اپنے رب کی بارگاہ میں سربسجود ہونے والوں اور خواب غفلت میں ڈوبنے والوں کے فرق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَ یَرْجُوْ رَحْمَۃَ رَبِّہٖ ﴾

(سورۃ الزمر آیت ۹)

بھلا جو شخص رات کی گھڑیاں عبادت میں بسر کرتا ہے کبھی سجدہ کرتے ہوئے اور کبھی قیام کرتے ہوئے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔

ان آیات مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ راتوں کا قیام نہ صرف جائز و مستحسن ہے بلکہ یہ بہت ہی سعادت مندی کی بات ہے اور خاص کر جب رحمت خداوندی کی امید پر کیا جائے۔

آخر الذکر دونوں مقامات پر اللہ تعالی نے ان کی راتوں کی عبادت میں اس بات کو بیان کیا کہ وہ یہ عبادت اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔

انسان کو اللہ تعالی کی رحمت سے کبھی بھی ناامید نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ﴾ پس اگر کوئی مسلمان کسی بھی رات میں رحمت خداوندی کی امید رکھتے ہوئے قیام کرتا ہے تو وہ ناجائز نہیں ہوگا۔

اگر اس بارے میں کوئی روایت نہ بھی ہو تب بھی کسی بھی رات میں کسی بھی وقت قیام کرنا باعث سعادت ہوگا تو جب مسلمان اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے شب برات کو قیام کرے گا تو وہ بھی ناجائز یا بدعت نہیں ہوگا کیونکہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی وقت اللہ تعالی کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے قیام کرنا جائز و مستحسن ہے۔

پس جو آدمی اللہ تعالی پر حسن ظن رکھتے ہوئے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے کوئی بھی عبادت اوقات ممنوعہ کے علاوہ کسی بھی وقت کرے گا اللہ تعالی اس کی نیت اور حسن ظن کے مطابق اس سے معاملہ فرمائے گا جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن واثلہ بن الاسقع قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول : قال الله تبارك و تعالى أنا عند ظن عبدي بي فليظن بي ما شاء .

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: کہ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں جو وہ میرے بارے میں رکھتا ہے پس وہ جو چاہے میرے بارے میں گمان رکھے

(أخرجه ابن حبان فی الصحيح ٤٠٢.٤٠١/٢ (٦٣٤.٦٣٣)، والحاكم في المستدرك ١٦٦/٥ (7766)، والدارمي في السنن ٣٩٥/٢، باب حسن الظن بالله، و احمد في مسنده ٤٩١/٣ و ١٠٦/٤، ووالطبراني في مسند الشاميين ٣٨٤ . ٢٢٦/٢ (١٢٣٥، ١٥٤٦)، و في المعجم الكبير ٨٨/٢٢ (٢١١)، و ابن المبارك في الزهد ٣١٨ (٩٠٩)، والرافعي في أخبار قزوين ٢٠١/٣)

قال الحاكم : هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه .

ووافقه الذهبي في التلخيص: على شرط مسلم . وقال الهيثمي في مجمع الزوائد : رواه أحمد والطبراني في الأوسط ورجال أحمد ثقات. (٣١٨/٢)

صحیحین میں بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کے ابتدائی الفاظ مروی ہیں۔

پس سابقہ آیات مبارکہ اور یہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلیل ہیں کہ بندہ مومن اگر حسن ظن رکھتے ہوئے اللہ تعالی کی رحمت کی امید پر کسی بھی وقت اوقات ممنوعہ کے علاوہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں سربسجود ہوگا تو وہ اس کے لیے سعادت کی بات ہے نہ کہ ناجائز و بدعت۔

فضیلت اوقات فضیلت عبادت کا باعث

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالی نے نزول قرآن کے باعث لیلۃ القدر کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّـا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱) وَ مَآ اَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (۲) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (۳) تَـنَـزَّلُ الْـمَلآئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ (٤) سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ (٥)﴾ (سورالقدر پارہ ۳۰)

ہم نے اس (قرآن) کوشب قدر میں نازل کیا۔اورتم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔فرشتے اورروح الامین اس میں اپنے رب کے حکم سے ہرحکم لے کراترتے ہیں۔یہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔

اس سورہ مبارکہ میں یہ بات واضح فرمادی گئی ہے کہ فضیلت اوقات عبادت کی فضیلت کا باعث بنتی ہے تو اسی طرح شب برات کو جوفضیلت حاصل ہے (جیسا کہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان ہو چکا) وہ فضیلت اس رات میں کی جانے والی عبادات کو بھی حاصل ہوگی تو جو کوئی اس رات میں اللہ تعالی کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے قیام کرے گا اس کے قیام کوعام ایام میں کیے جانے والے قیام سے فضیلت حاصل ہوگی۔

نصف شعبان کی رات کواللہ تعالی کی بارگاہ میں سربسجود ہونے کے بارے میں بھی روایات مروی ہیں۔ہم سب سے پہلے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ,,شعب الایمان،، میں بیان کی گئی روایات جوانہوں نے اس بارے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہیں ان کونقل کرتے ہیں۔

نمبر ﴿۱﴾

عن العلاء بن الحارث ،أن عائشة قالت: قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من الليل يصلی

فأطال السجود حتى ظننت أنه قد قبض ، فلما رأيت ذلك قمت حتى حركت ابهامه فتحرك، فرجعت ، فلما رفع رأسه من السجود و فرغ من صلاته ، قال: يا عائشة .حميراء .ظننت أن النبي خاس بك قلت : لا ، والله يا رسول الله ﷺ ! و لكني ظننت أنك قبضت لطول سجودك فقال : أتدرين أي ليلة هذه قلت : الله ورسوله أعلم . قال : هذه ليلة النصف من شعبان ، ان الله عزوجل يطلع على عباده في ليلة النصف من شعبان فيغفر للمستغفرين ، و يرحم للمسترحمين ، و يؤخر أهل الحقد كما هم .

(أخرجہ البیہقی فی شعب الایمان ۵/ ۳۶۱-۳۶۲ (۳۵۵۴)

علاء بن حارث سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک رات اُٹھ کر نماز پڑھی پس سجدہ بہت لمبا کیا حتی کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے پس جب میں نے یہ کچھ دیکھا تو اُٹھی اور آپ ﷺ کے پاؤں مبارکہ کا انگوٹھا ہلایا پس اس میں حرکت ہوئی تو میں اپنی جگہ واپس لوٹی پس جب آپ ﷺ نے سجدہ سے سر انور اُٹھایا اور اپنی نماز مکمل فرمائی تو فرمایا: اے عائشہ۔ اے حمیراء کیا تمہیں یہ گمان ہو گیا تھا کہ نبی ﷺ نے تیرے ساتھ بے وفائی کی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں اللہ کی قسم! یارسول اللہ ﷺ، بلکہ آپ کے سجدہ کی طوالت سے مجھے یہ خوف طاری ہوا کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتی ہو کہ یہ رات کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جل وعلا و ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، بے شک اللہ تعالی اس رات میں اپنے بندوں پر ظہور فرماتا ہے تو وہ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور رحم کی بھیک مانگنے والوں پر رحم فرماتا ہے اور کینہ پروروں کو جیسے وہ تھے اسی پر رکھتا ہے۔

اس کو روایت کرنے کے بعد امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت : هذا مرسل جيد .ويحتمل أن يكون العلاء بن الحارث أخذه من مكحول والله أعلم .

میں کہتا ہوں: یہ روایت مرسل جید ہے اور اس میں یہ احتمال ہے کہ اس کو علاء بن حارث نے مکحول سے لیا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر ﴿۲﴾

عن هشام بن عروة ، عن أبيه ،عن عائشة قالت: كانت ليلة النصف من شعبان ليلتي ، و كان رسول الله ﷺ عندي ، فلما كان في جوف الليل فقدته ، فأخذني ما يأخذ النساء من الغيرة ، فتلففت بمرطي ، أما والله ما كان خز ولا قز ولا حرير ولا ديباج ولا قطب ولا كتان . قيل لها : مم كان يا أم المؤمنين ؟ قالت : كان سداه شعر و لحمته من أدبار الابل . قالت: فطلبته في حجر نسائه فلم أجده ، فانصرفت الى حجرتي ، فاذا أنا به كالثوب الساقط ، وهو يقول في سجوده : سجد لك خيالي ، و سوادي و آمن بك فؤادي .فهذه يدي ، وما جنيت بها على نفسي ، يا عظيم يرجى لكل عظيم ! يا عظيم اغفر الذنب العظيم . سجد وجهي للذي خلقه ، و شق سمعه و بصره ثم رفع رأسه ثم عاد ساجدا فقال : أعوذ برضاك من سخطك ، أعوذ بعفوك من عقابك ، و أعوذ بك منك (لا أحصي ثناء عليك) أنت كما أثنيت على نفسك ، أقول كما قال أخي داود : أغفر وجهي في التراب لسيدي ، وحق له أن يسجد ثم رفع رأسه فقال: اللهم ارزقني قلبا تقيا من الشر نقيا ، لا جافيا ولا شقيا ثم انصرف فدخل معي في الخميلة ولي نفس عال. فقال: ما هذا النفس

يـا حـمـيـراء ؟ فأخبرته ، فطلق يمسح بيديه على ركبتي وهو يقول : ويح هاتين الـركبتين ما لقيتا ! هذه الليلة ليلة النصف من شعبان ، ينزل الله تعالى فيها الى السماء الدنيا فيغفر لعباده الا المشرك والمشاحن .

(أخرجه البيهقي في شعب الايمان ٥/٣٦٤. ٣٦٥(٣٥٥٧) ، والدعاء للطبراني باب القول في السجود (٥٥٧) ،والنزول للدارقطني ،ذكر الرواية عن عائشة أم المؤمنين عن النبي صلى الله عليه وسلم (٧٥)

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں: نصف شعبان کی شب میری باری تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے۔ جب نصف رات گزری۔ تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا اور میرے دل میں وہ بات آئی جو عورتوں کے دل میں آیا کرتی ہے۔ میں نے چادر اوڑھی اور تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں جستجو کی مگر آپ کو نہ پایا۔ پھر میں حجرے میں آ گئی تب میں آپ کو اپنے حجرہ میں اس حال میں دیکھا کہ کپڑا اپڑھا ہوا ہے اور آپ سجدہ میں تھے اور دعا مانگ رہے تھے:

''اے اللہ! میں نے اور میرے دل نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا پس یہ میرا ہاتھ ہے۔ اور جو میں نے ان کے ساتھ اپنے نفس پر زیادتی کی۔ اے عظمت والے تو ہی ہر عظمت کی امید گاہ ہے میرے بڑے ذنوب بخش دے میری پیشانی نے اس کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا اور کان اور آنکھ دی۔''

اس کے بعد حضور نے اپنا سر مبارک اُٹھایا پھر دوبارہ سجدہ کیا اور یہ دعا مانگی کہ اے خدا تیرے غصّہ سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں جیسے تو نے اپنی ثناء کی ہے ویسے ہی میں بھی کہتا ہوں اور جیسے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تھا پس میں اپنے مولا کے سامنے

عاجزی کرتا ہوں اور اسی لئے یہ سزاوار ہے پھر سر مبارک اُٹھایا اور کہا مجھے پرہیز گار دل عنایت فرما جو شرک سے منزّہ ہو اور نہ وہ گنہ گار ہو اور نہ بد بخت ہو اس کے بعد آپ وہاں سے اُٹھ کر میری چادر میں تشریف لے آئے۔ درانحالانکہ میرا سانس پھولا ہوا تھا آپ نے فرمایا:

اے حمیرا! تمھارا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟

میں نے سارا حال عرض کیا۔ پھر آپ نزدیک آئے اور میرے گھٹنے پر ہاتھ پھیرا، پس میں نے کہا تھک گئے پس فرمایا کہ دونوں تھک گئے اور یہ پندرھویں شعبان کی رات ہے اس رات میں اللہ تعالی آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے بجز مشرک اور کینہ پرور کے۔

اس روایت کے راویوں کے بارے میں ہم امام طبرانی کی سند کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہیں۔

پہلے راوی امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف کثیرہ

دوسرا راوی: بکر بن سھل الدمیاطی:

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ,, المستدرک ،، میں تقریباً اس کی دس روایات کو صحیح قرار دیا ہے (کتاب الزکاۃ ، کتاب الصوم وغیرہ وغیرہ).

اور امام ابو نعیم نے اس سے کئی روایات ,, المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم ،، میں روایت کی ہیں، (باب الثانی ،فرض الصلاۃ وغیرہ).

امام مقدسی نے ,, الاحادیث المختارۃ ،، اس کی کئی روایات کو صحیح قرار دیا۔

امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ نے ,, سیر اعلام النبلاء ،، میں کہا ,, الامام المحدث ،، (۴۲۵/۱۳)

تیسرا راوی: عمرو بن ھشام البیروتی:

امام مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی احادیث کو صحیح کہا: ,, الأحادیث المختارۃ ۳۶۶/۴۔ ۲۸۰/۵،۳۶۷۔

اور امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ,, مجمع الزوائد ۲۶/۱ ، کتاب الایمان ،باب فی ما

يجرم دم المرء و ماله ،، والأكثر على توثيقه .

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,, ليس به بأس ،،(الکامل فی ترجمۃ سلیمان بن ابی کریمۃ)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,, صدوق يخطىء ،،(تقریب التھذیب ۸۶/۲)

حافظ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,, صدوق وقد وثق ،،(میزان الاعتدال)

چوتھا راوی: سلیمان بن ابی کریمۃ:

قال ابن عدى ,, عامة احاديث مناكير ،ولم أر للمتقدمين فيه كلام

(الكامل فى ترجمته)

امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: يحدث بمناكير ولا يتابع على كثير من حديثه

(الضعفاء الكبير فى ترجمته)

اور امام ابوحاتم نے کہا: ,, ضعيف الحديث،، (الجرح والتعديل فى ترجمته)

عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ: کی سند صحیح مسلم، باب النھی عن التزویر وغیرہ۔۔۔(۲۱۲۹)

میں موجود ہے۔

اور امام حاکم نے بھی مستدرک میں اس سند سے روایت کو صحیح قرار دیا ہے(تفسیر سورۃ فتح (۳۷۱۹)

پس معلوم ہوا کہ سوائے سلیمان بن ابی کریمہ کے اس روایت کے سارے راویوں کی توثیق کی گئی ہے اور اس پر بھی جھوٹ کی تہمت نہیں ہے کہ اس روایت کو موضوع قرار دیا جا سکے۔

پس یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے، ایک شاہد جو پیچھے ذکر ہوا جو کہ مرسل جید ہے جیسا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

دوسرا شاہد:

جس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل الاوقات میں مندرجہ ذیل سند اور الفاظ کے ساتھ روایت کیا:

حـدثـنـا أبو عبد الله ،قال حدثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هاني قال حدثنا
ابـراهيـم بـن اسحاق العتكى ،قال حدثنا وهب بن بقية ،قال أنبأنا سعد بن عبد
الـكـريـم الـواسطي ،عن أبي النعمان السعدي، عن أبي الرجاء العطاردي ، عن
أنـس بـن مـالك ، قـال بـعـثـني النبي ﷺ الى منزل عائشة رضى الله عنها في
حـاجة ، فـقـلـت لهـا :أسـرعـي فاني تركت رسول الله ﷺ يحدثهم عن ليلة
الـنـصف مـن شـعـبـان ، فـقـالـت :يـا أنيس اجلس حتى أحدثك بحديث ليلة
الـنـصف مـن شـعـبـان ، ان تـلـك الليلة كانت ليلتي من رسول الله ﷺ فجاء
الـنبي ﷺ فـدخل معي في لحافي فانتبهت من الليل فلم أجده ،فقمت فطفت
فـي حـجـرات نسـائـه فـلـم أجـده فـقـلـت لعله ذهب الى جاريته مارية القبطية
فـخـر جـت فـمـررت فـي الـمـسـجد فوقعت رجلي عليه وهو ساجدوهو يقول
:سجد لك سوادي و خيالي ، و آمن بك فؤادي و هذه يدي جنيت بها على
نفسي ،فيا عظيم ،هل يغفر الذنب العظيم الا لرب العظيم ،فغفرلي ،قالت: رفع
رأسـه وهـو يـقـول :اللهم هب لي قلبا تقيا نقيا من الشر، بريا لا كافرا و لا شقيا
،ثم عاد فسجد ، وهو يقول: أقول لك كما قال أخي داود عليه السلام :أعفر
وجهي في التراب لسيدي و حق لوجه سيدي أن تغفر الوجوه لوجهه ، ثم رفع
رأسـه فقلت :بأبي و أمي أنت ، قال : يا حميراء ، أما تعلمين أن هذه الليلة ليلة
الـنـصف من شعبان ؟ان لله في هذه الليلة عتقاء من النار بقدر شعر غنم كلب ،
قـلـت : يـا رسـول الله ﷺ ،وما بال شعر غنم كلب ؟قال: لم يكن في العرب
قبيـلة قـوم أكبـر غنما منهم ، لا أقول ستة نفر : مدمن خمر ،، ولا عاق لوالديه
،ولا مصر على زنا ، ولا مصارم ، ولا مضرب ، ولا قتات.

(أخرجه البيهقى فى فضائل الاوقات ،باب في فضل ليلة النصف من شعبان (۲۹)

بسند مذکور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس کسی کام کے لیے بھیجا، میں نے ان سے عرض کیا جلدی کیجئے بے شک میں رسول اللہ ﷺ کو نصف شعبان کی رات کے بارے میں بیان کرتے ہوئے چھوڑ کر آیا ہوں، تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے انیس! بیٹھ جا یہاں تک کہ میں تجھ سے نصف شعبان کی رات کے بارے میں حدیث بیان کروں، بے شک اس رات کو میری باری تھی پس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور میرے ساتھ لحاف میں داخل ہوئے پس میں رات کو جاگی تو میں نے آپ ﷺ کو نہ پایا پس میں اُٹھی میں نے آپ ﷺ کو آپ کی ازواج کے حجروں میں تلاش کیا ،پس آپ ﷺ مجھے نہ ملے، میں نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ اپنی لونڈی ماریہ قبطیہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں پس میں نکلی اور مسجد میں گئی تو میرا پاؤں آپ ﷺ کو لگا تو آپ ﷺ سجدے میں تھے، اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے ,,سجد لك سوادي و خيالي ، و آمن بك فؤادي و هذه يدي جنيت بها على نفسي فيا عظيم ،،

رب العظیم کے علاوہ کون بڑے گناہ معاف فرمانے والا ہے؟ پس میری بخشش فرما۔ فرماتی ہیں پھر آپ ﷺ نے سر انور اٹھایا اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے اے اللہ! مجھے پرہیز گار اور برائی سے پاک دل عطا فرما، نہ کہ کافر اور بد بخت، پھر سجدہ فرمایا، اور آپ ﷺ کہہ رہے تھے میں تجھے پکارتا ہوں جیسے میرے بھائی داود علیہ السلام نے پکارا تھا، پس میں اپنا چہرہ اپنے مولا کے واسطے مٹی پر رکھتا ہوں اور اسی لئے یہ سزاوار ہے پھر سر مبارک اُٹھایا،

میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء ! کیا تو جانتی ہے کہ یہ رات نصف شعبان کی رات ہے؟ بے شک اس رات میں اللہ تعالی بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کا معاملہ کیا ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرب میں کوئی قبیلہ نہیں جس کے پاس ان سے زیادہ بکریاں ہوں ، میں چھ کے بارے میں نہیں کہتا۔ ہمیشہ شراب پینے والا، والدین کا نافرمان، ہمیشہ زنا کرنے والا ، قطع تعلق کرنے والا، خودکشی کرنے والا، چغل خور،

نمبر ﴿۳﴾

عن أبي رهم ، أن أبا سعيد الخدري دخل على عائشة .... قالت عائشة: "دخل علي رسول الله ﷺ فوضع عنه ثوبيه ثم لم يستتم أن قام فلبسهما فأخذ تني غيرة شديدة ظننت أنه يأتي بعض صويحباتي فخرجت أ تبعه فأدركته بالبقيع بقيع الغرقد يستغفر للمؤمنين و المؤمنات و الشهداء، فقلت: بأبي و أمي ! أنت فی حاجة ربك، و أنا فی حاجة الدنيا، فانصرفت فد خلت حجرتي و لي نفس عال ، ولحقني رسول الله ﷺ فقال: ماهذا النفس ياعائشة ؟ فقلت: بأبي وأمي ! أتيتني فوضعت عنك ثوبيك ، ثم لم تستتم أن قمت، فلبستهما، فأخذتني غيرة شديدة ، ظننت أ نك تأتي بعض صو يحباتي حتى رأيتك بالبقيع تصنع ما تصنع .قال: يا عائشة ، أكنت تخافين أن يحيف الله عليك و رسوله ؟ بل أتاني جبريل عليه السلام فقال: هذه الليلة ليلة النصف من شعبان، ولله فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب، لا ينظر الله فيها الى مشرك ، ولا الى مشاحن، ولا الى قاطع رحم، ولا الى مسبل ، ولا الى عاق لوالديه ، ولا الى مدمن خمر قال: ثم وضع عنه ثوبيه فقال لي: يا عائشة ! تأذنين لي في قيام هذه الليلة ؟ فقلت: نعم بأبي وأمي ! فقام ، فسجد ليلا طويلا حتى ظننت أنه قبض، فقمت ألتمسه و وضعت يدي على باطن قدميه ،

فتحرك ففرحت، وسمعته يقول في سجوده :أعوذ بعفوك من عقابك و أعوذ برضاك من سخطك و أعوذ بك منك .جل وجهك ، لا أحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك.فلما أصبح ذكر تهن له ،فقال: يا عائشة !تعلمتهن ؟ فقلت : نعم فقال: تعلميهن و علميهن، فان جبريل عليه السلام علمنيهن و أمرني أن أرددهن في السجود.

هذا اسناد ضعيف . وروي من وجه آخر كما :

(أخرجه البيهقي فی شعب الایمان ۵/۳۶۳_۳۶۴(۳۵۵۶)

ابورھم حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس حاضر ہوا۔۔۔۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے لباس مبارک اتارا ابھی پوری طرح اتارہ بھی نہ تھا کہ کھڑے ہو گئے پھر لباس پہن لیا، اس وقت مجھے بے حد رشک آیا مجھے گمان ہوا کہ شاید حضور میرے سوتے میں کسی اور زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے جارہے ہیں۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے چلی۔ میں نے حضو ﷺ کو بقیعِ غرقد میں پایا اس حال میں کہ آپ مؤمنین ومؤمنات وشہداء کیلئے مغفرت کی دعاء کررہے تھے۔

اس وقت میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان آپ تو اللہ کے کام میں مشغول ہیں اور میں دنیا کے کام میں لگی ہوئی ہوں۔ پھر میں لوٹ آئی اور اپنے حجرہ میں چلی گئی ابھی میرا سانس پھولا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ فرمایا: یہ کیسا سانس پھول رہا ہے؟۔ اے عائشہ، عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تشریف لائے کپڑے اتارے ابھی اتارے نہ تھے کہ کھڑے ہو گئے اور دوبارہ کپڑے پہن لئے مجھے بڑا رشک ہوا شاید کہ آپ کسی اور زوجہ مطہرہ کے پاس تشریف لے جارہے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کو

بقیع میں دعا میں مشغول پایا۔ فرمایا: اے عائشہ تمہیں اسکا خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ نہیں۔ بلکہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یہ رات نصف شعبان کی رات ہے۔

اللہ تعالی قبیلہ ''بنی کلب'' کی بکریوں کے بالوں کی گنتی کے برابر بندوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اللہ تعالی اس رات کسی مشرک اور کینہ پرور کی طرف نظر نہیں فرماتا اور نہ قاطع رحم پر اور نہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والوں پر، نہ ماں باپ کو ایذا دینے والوں اور نہ ہمیشہ شراب پینے والوں پر۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ نے اپنے کپڑے اتارے۔

پھر فرمایا: اے عائشہ! کیا تم شب بیداری کی اجازت دیتی ہو؟۔ میں نے عرض کیا: ہاں۔ میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان تب آپ نے قیام فرمایا اور طویل سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ وفات پاگئے پھر میں کھڑی ہو کر ٹٹولنے لگی پس اپنا ہاتھ آپ (ﷺ) کے تلوں سے لگایا تو وہ متحرک ہوئے اس وقت مجھے خوشی ہوئی اور میں نے سنا کہ آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعاء مانگ رہے ہیں: میں تیرے عقاب سے تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں تیری ذاتِ کریم جلالت والی ہے جیسی تو نے اپنی تعریف کی ہے میں تیری ایسی تعریف نہیں کرسکتا جب صبح ہوئی تو میں نے ان دعاؤں کا ذکر کیا۔ فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) اُسے یاد کرلے اور دوسروں کو سکھادے۔ کیونکہ جبرائیل (علیہ السلام) نے یہ دعائیں مجھے سکھلائی ہیں اور کہا ہے کہ میں اس کو سجدہ میں بار بار پڑھوں''۔

نمبر ﴿۴﴾

يزيد بن عثمان ، عن عائشة أنها قالت : كان رسول الله ﷺ يدعو وهو ساجد ليلة النصف من شعبان يقول : أعوذ بعفوك من عقابك ، و أعوذ برضاك من سخطك ، و أعوذ بك منك ، جل وجهك . وقال : أمرني جبريل [أن] أرددهن في سجودي فتعلمتهن وعلمتهن .

(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ٣٦/ ١٩٥ في ترجمة عبد الرؤوف بن عثمان)

یزید بن عثمان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں بے شک آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نصف شعبان کی رات کو سجدے کی حالت میں دعا کرتے تھے آپ ﷺ کہتے ,,و أعوذ برضاك من سخطك ، و أعوذ بك منك ، جل وجهك ،، اور فرمایا مجھے جبرائیل علیہ السلام نے یہ کہا کہ میں انہیں سجدہ میں بار بار پڑھوں پس میں انہیں سیکھوں اور سکھاؤں۔

نمبر ﴿۵﴾

وہ روایت جس کو امام ابوالشیخ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ,,یحیی بن سعید عن عروۃ عن عائشۃ کے طریق سے روایت کیا ہے جس میں ہے:

,,..... فما زال رسول الله ﷺ يصلي قائما و قاعدا حتى أصبح ، فأصبح وقد اضمعدت قدماه ، فاني لأغمزها ، وقلت : بأبي أنت و أمي ،أتعبت نفسك ، أليس قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر ؟ أليس قد فعل الله بك ؟ أليس أليس ؟فقال: بلى يا عائشة ،أفلا أكون عبدا شكورا ؟هل تدرين ما في هذه الليلة ؟ قالت: ما فيها يا رسول الله ﷺ ؟ فقال : فيها أن يكتب كل مولود من بني آدم في هذه السنة ، وفيها أن يكتب كل هالك من بني آدم في هذه السنة ، وفيها ترفع أعمالهم ، وفيها تنزل أرزاقهم ، فقالت : يا رسول الله ﷺ ما أحد يدخل الجنة الا برحمة الله ؟ فقال: ما من أحد يدخل الجنة الا برحمة الله، قلت : ولا أنت يا رسول الله ﷺ ؟ فوضع يده على هامته فقال: ولا أنا الا أن يتغمدني الله منه برحمة ،يقولها ثلاث مرات .

(فضائل الاوقات (۲۸)

یعنی آپ ﷺ کبھی کھڑے اور کبھی بیٹھے نماز پڑھتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی آپ ﷺ نے اس حالت میں صبح کی کہ آپ ﷺ کے پاؤں مبارکہ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ پس میں نے آپ ﷺ کے قدموں کو دبایا اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو تھکا لیا ہے کیا اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی خاطر آپ ﷺ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ معاف نہیں فرما دیے؟ کیا اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کیا؟ کیا ایسا نہیں؟ کیا ایسا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ کیا تو جانتی ہے کہ اس رات میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اس میں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس میں اس سال پیدا ہونے والے تمام بنی آدم کو لکھ دیا جاتا ہے، اور اس میں اس سال میں تمام مرنے والے بنی آدم کے نام لکھ دیے جاتے ہیں اس میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اس میں ان کا رزق اتارا جاتا ہے فرماتی ہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی بھی اللہ تعالی کی رحمت کے علاوہ جنت میں داخل نہیں ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی اللہ تعالی کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا، میں نے عرض کیا آپ ﷺ بھی نہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ پس آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سر انور (کھوپڑی) پر رکھا، اور فرمایا: میں بھی نہیں مگر اللہ تعالی مجھے اپنی رحمت کے سائے میں چھپا لے گا، یہ کلمات آپ ﷺ نے تین بار کہے۔

اب ہم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے علاوہ اس بارے میں جو روایات کی گئی ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں۔

نمبر ﴿٦﴾

عن أبي بن كعب قال قال رسول الله ﷺ : ان جبريل أتاني ليلة النصف من شعبان قال: قم فصل و ارفع رأسك و يديك الى السماء ، قال : فقلت : يا

جبريل ، ما هذه الليلة ؟ قال: يا محمد يفتح فيها أبواب السماء ، و أبواب الرحمة ثلاثمائة باب ، فيغفر لجميع من لا يشرك بالله شيئا غير مشاحن ، أو عاشر ، أو مدمن خمر ، أو مصر على زنى ، فان هؤلاء لا يغفر لهم حتى يتوبوا ، فأما مدمن خمر ، فانه يترك له باب من أبواب الرحمة مفتوحا حتى يتوب ، فاذا تاب غفر الله له ، و أما المشاحن فيترك له باب من أبواب الرحمة حتى يكلم صاحبه ، فاذا كلمه غفر له . قال النبي ﷺ : يا جبريل ، فان لم يكلمه حتى يمضي عنه النصف ؟قال: لو مكث الى أن يتغرغر بها في صدره فهو مفتوح ، فان تاب قبل منه ، فخرج رسول الله ﷺ الى بقيع الغرقد فبينا هو ساجد قال: وهو يقول في سجوده : أعوذ بعفوك من عقابك ، و أعوذ برضاك من سخطك ، و أعوذ بك منك ، جل ثناؤك ، لا أبلغ الثناء عليك ، أنت كما أثنيت على نفسك ، فنزل جبريل عليه السلام في ربع الليل فقال: يا محمد ارفع رأسك الى السماء ، فرفع رأسه ، فاذا أبواب الرحمة مفتوحة على كل باب ملك ينادي : طوبى [لمن تعبد في هذه الليلة ، وعلى الباب الآخر ملك ينادي : طوبى] لمن سجد في هذه الليلة ، وعلى الباب الثالث ملك ينادي : طوبى لمن ركع في هذه الليلة ، وعلى الباب الرابع ملك ينادي : طوبى لمن دعا ربه هذه الليلة ، وعلى الباب الخامس ملك ينادي : طوبى لمن ناجى ربه في هذه الليلة ، وعلى الباب السادس ملك ينادي : طوبى للمسلمين في هذه الليلة ، و على الباب السابع ملك ينادي : طوبى للموحدين ، و على الباب الثامن ملك ينادي : هل من تائب يتب عليه ؟ و على الباب التاسع ملك ينادي : هل من مستغفر فيغفر له ؟ و

على الباب العاشر ملك ينادي : هل من داعي فيستجاب له ؟ ثم ان رسول الله ﷺ قال: يا جبريل الى متى أبواب الرحمة مفتوحة ؟ قال : من أول الليل الى صلاة الفجر ، فقال رسول الله ﷺ : فيها من العتقاء أكثر من شعور الغنم ، فيها ترفع أعمال السنة ، و فيها تقسم الأرزاق .

(أخرجه ابن عساكر في تاريخه ۵۱/۲ ۷۲-۳ في ترجمة محمد بن احمد بن عبد الرحمٰن أبو الحسين)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جبرائیل علیہ السلام نصف شعبان کی رات میرے پاس آئے اور کہا : اُٹھیے اور نماز پڑھیں اور اپنا سر انور اور اپنے ہاتھ مبارکہ آسمان کی طرف بلند کریں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام! یہ کون سی رات ہے؟

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے محمد ﷺ! اس رات آسمانوں کے دروازے کھولے گئے ہیں اور رحمت کے دروازے تین سو ہیں، پس اس رات (اللہ تعالی) ان تمام لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے جو اللہ تعالی کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتے سوائے کینہ پرور، عاشر [تاریخ دمشق الکبیر میں یوں ہی ہے لیکن میرے خیال میں مختصر میں جو لفظ ہے وہ صحیح ہے وہ لفظ ,,غاش،، ہے جس کا معنی دھوکہ باز ہے۔ واللہ تعالی ورسولہ ﷺ اعلم] ہمیشہ شراب پینے والا، زنا سے باز نہ آنے والا، پس ان کی بخشش نہیں فرماتا یہاں تک کہ توبہ کریں۔

پس جو ہمیشہ شراب پینے والا ہے اس کے لیے رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھلا رہتا ہے حتی کہ وہ توبہ کرلے پس جب وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کی بخشش فرما دیتا ہے اور جو کینہ پرور ہے اس کے لیے بھی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھلا چھوڑا جائیگا، حتی کہ وہ اپنے صاحب سے کلام کرلے (یعنی جس کی ساتھ کینہ رکھتا ہے) پس جب وہ اس سے کلام کرلیتا ہے تو اس کو بھی بخش دیا جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام

!اگر وہ اس سے کلام نہ کرے حتی کہ نصف رات (یعنی شب برات) گزر جائے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اگر بندہ ٹھہرا رہا یعنی دوست سے کلام نہ کیا حتی کہ اس کے سینہ میں آواز بیٹھ گئی یعنی موت کے آثار ظاہر ہونے تک وہ دروازہ کھلا رہتا ہے اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے، پس رسول اللہ ﷺ بقیع غرقد کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ ﷺ سجدہ میں تھے تو سجدہ کی حالت میں یہ کلمات ادا فرما رہے تھے ,, أعوذ بعفوك من عقابك ، و أعوذ برضاك من سخطك، و أعوذ بك منك ، جل ثناؤك ، لا أبلغ الثناء عليك ، أنت كما أثنيت على نفسك ،،

پس جبرائیل علیہ السلام رات کے چوتھے حصہ میں نازل ہوئے تو عرض کیا: اے محمد ﷺ! اپنا سر انور آسمان کی طرف اٹھائیے، پس آپ ﷺ نے اپنا سر انور آسمان کی طرف اُٹھایا پس اس وقت رحمت کے دروازے کھلے ہوئے ہر دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا: بشارت ہے اس کے لیے جس نے اس رات عبادت کی، اور دوسرے دروازے پر فرشتہ نداء کر رہا تھا سعادت ہے اس کے لیے جس نے اس رات میں سجدہ کیا، اور تیسرے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے اس رات رکوع کیا، اور چوتھے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا بشارت ہے اس کے لیے جس نے اس رات اپنے رب سے دعا کی، اور پانچویں دروازے پر فرشتہ صداء دے رہا تھا سعادت ہے اس کے لیے جس نے اس رات اپنے رب سے نجات کا پروانہ حاصل کر لیا، اور چھٹے آسمان پر فرشتہ پکار رہا تھا بشارت ہے اس رات میں مسلمانوں کے لیے، اور ساتویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا بشارت ہے موحدین کے لئے اور آٹھویں دروازے پر فرشتہ نداء دے رہا تھا ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کی جائے؟ اور ناویں دروازے پر فرشتہ صداء دے رہا تھا ہے کوئی بخشش کا طلب گار کہ اس کی بخشش کی جائے؟ اور دسویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا ہے کوئی دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جبرائیل علیہ السلام رحمت کے یہ دروازے کب سے کب تک کھلے رہتے ہیں؟ آپ نے کہا: اول رات سے لیکر نماز فجر تک۔

پس رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس میں جہنم سے آزادی حاصل کرنے والوں کی تعداد (بنو کلب) کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر، اس میں سال بھر کے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں ،اوراس میں رزق تقسیم کیا جاتا ہے۔

نمبر ﴿۸﴾

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: اذا كان ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلتها و صوموا يومها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الامستغفر فاغفرله الامسترزق فارزقه الامبتلى فا عافيه الاسائل فاعطيه الا كذا حتى يطلع الفجر.

(اخرجه ابن ماجه فى السنن ۱/۹۹ كتاب ماجاء فى شهر رمضان باب ماجاء فى ليلة النصف من شعبان، والبيهقى فى شعب الايمان ....وفى فضائل الاوقات' ۱۲٤ برقم (۲٤) باب فضل ليلة النصف من شعبان ، وابن بشران في اماليه (۷۰۳) والديلمى فى فردوس الاخبار ۱/۳۲۱ برقم (۱۰۱٤) كلهم من طريق ابن ابى سبرة وفيه كلام كثير)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: جب نصف شعبان کی رات آئے تو رات کو قیام کرواور اس کی صبح کا روزہ رکھو۔

کیونکہ اس رات کو اللہ تعالی کی رحمت غروبِ آفتاب سے لیکر آسمان دنیا پر آ کر پکارتی ہے: ہے کوئی بخشش مانگنے والا میں اس کو بخش دوں، ہے کوئی رزق کا طالب میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی بیمار جو شفا طلب کرے، میں اس کو شفا دوں، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

نمبر﴿۹﴾

عن علی رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال:

" رأیت رسول اللّٰہ ﷺ: لیلة النصف من شعبان قام فصلی اربع عشرة رکعة ثم جلس بعد الفراغ فقرأ بام القران اربع عشر مرة و ﴿قل ھو اللّٰہ احد﴾ اربع عشر مرة و ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اربع عشر مرة و ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ اربع عشر مرة و اية الکرسی مرة ﴿ولقد جاء کم رسول من انفسکم﴾ "الاية" فلما فرغ من صلاته سالته عما رأیته من صنیعه قال: "من صنع مثل الذی رأیت کان له عشرین حجة مبرورة و صیام عشرین سنة مقبولة فان اصبح فی ذلک الیوم صائما کان له کصیام ستین سنة ماضیة و سنة مستقبلة."

قال البیھقی یشبه ان یکون ھذا الحدیث موضوعا وھو منکر و فی رواته مجھولون. (اخرجه البیھقی فی شعب الایمان ۵/۳۶۶.۳۶۷ برقم(۳۵۵۹

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی آپ نے فرمایا کہ:

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو پندرہ شعبان کی رات کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے اور چودہ رکعت نماز ادا فرمائی پھر اس سے فارغ ہو کر آپ بیٹھ گئے اور چودہ مرتبہ "سورہ فاتحہ" اور چودہ مرتبہ "سورۃ اخلاص" اور چودہ مرتبہ "معوذ تین" اور ایک مرتبہ " آیت الکرسی" اور ایک مرتبہ آیتِ مبارکہ ﴿لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ﴾ تلاوت فرمائی پس جب آپ اس سے فارغ ہو گئے تو آپ سے میں نے پوچھا جو کہ آپ نے عمل فرمایا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص نے یہ عمل کیا جیسا تو نے دیکھا ہے تو اس کیلئے بیس مقبول حج اور بیس سال کے مقبول روزوں کا ثواب ہوگا۔ اور اگر صبح کا وہ روزہ رکھے تو گویا کہ اس نے ساٹھ سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ روزہ رکھا۔

امام بیہقی نے فرمایا یہ حدیث یوں لگتا ہے کہ جیسے موضوع ہے اور یہ منکر ہے اور اس کے راویوں میں مجہول راوی ہیں۔

امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: (قلت) میں (مصنف) کہتا ہوں کہ بعض راویوں کی جہالت سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ حدیث موضوع ہو اور ایسے ہی بعض الفاظ کی نکارت کی وجہ سے اس حدیث پر ضعف کا حکم لگایا جائیگا نہ کہ موضوع ہونے کا اور پھر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی بالاتفاق قابل عمل ہوتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ نفس نماز تو وہ اس رات میں آپ ﷺ سے صحیح اسناد کے ساتھ ویسے ہی ثابت ہے لہذا کمیت اور کیفیت کے بیان میں حدیث کا ضعف بالکل مضر نہیں ہے۔

کیونکہ نماز تو بہر حال ایک اچھا اور نیک عمل ہے اور ہر مقبول و مطبوع کے نزدیک احسن طریقہ سے مشروع ہے۔ (فضائل شب برات مترجم ۲۷۔۲۸)

نمبر ﴿۱۰﴾

امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ (۳۸۶ھ) ,,قوت القلوب،، میں ,,صلاۃ الخیر،، جو سو رکعت بیان کی گئی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو مرتبہ سورہ اخلاص یعنی ﴿قل هو الله أحد﴾ پڑھی جائے، اس کے بارے میں لکھتے ہیں: کہ اسلاف اس کو اس رات میں پڑھتے تھے اور اس کی برکات کو بیان کرتے اور اس کے لیے جمع ہوا کرتے تھے اور کبھی اس کو جماعت کے ساتھ پڑھتے تھے،،

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بغیر سند کے بیان فرماتے ہیں:

,,حدثني ثلاثون من أصحاب النبي ﷺ أن من صلى هذه الصلاة في هذه الليلة نظر الله عزوجل اليه سبعين نظرة و قضى الله له بكل نظرة سبعين حاجة

أدناها المغفرة (قوت القلوب ١/٨٦ الفصل العشرون)

یعنی انہوں نے کہا مجھ سے نبی اکرم ﷺ کے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ بے شک جو اس رات کو یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالی اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرمائے گا اور اللہ تعالی ہر نظر رحمت میں اس کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا، جن میں سب سے چھوٹی اس کی بخشش ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کو امام فاکھی رحمۃ اللہ علیہ (٣٥٣ھ) نے تاریخ مکہ میں ,, ذکر عمل أهل مكة ليلة النصف من شعبان و اجتهادهم فيها لفضلها ، مندرجہ ذیل سند کے ساتھ روایت کیا:

حدثنا ابن أبي سلمة ، قال : ثنا محمد بن معاوية ،و يوسف بن عدي. يزيد أحدهما على صاحبه .قالا جميعا : عن عمرو بن ثابت ، عن محمد بن مروان ، عن أبي يحي ،عن أبيه ،قال : حدثني بضعة و ثلاثون رجلا من أصحاب النبي ﷺ .رضى الله عنهم . قالوا : من صلى ليلة النصف من شعبان وقال ابن أبي سلمة في حديثه وليلة النصف من رمضان مائة ركعة [يقرأ فيها] ألف مرة ﴿قل هو الله أحد﴾ في كل ركعة عشر مرات ،لم يمت حتى يعطيه الله عزوجل مائة من الملائكة ، ثلاثون منهم يبشرونه بالجنة ، وثلاثون منهم يؤمنونه من عذاب الله . عزوجل . و ثلاثون منهم يعصمونه من الخطايا ، والعشرة الباقية يكيدونه من أعدائه وقال محمد ابن على في حديثه : يكيدون له من أعداه .

(أخبار مكة للفاكهي ٣/٨٦-٨٧(١٨٤١)

اخبار مکہ للفاکھی کے محقق نے اس کے ذیل میں کہا کہ ,, اسنادہ متروک ۔،،

,, محمد بن مروان ، هو : السدي الصغير ، وهو متهم بالكذب . التقريب ٢/٢٠٦ .

و عـمـرو بن ثابت بن عمرو بن أبي المقدام الكوفى : ضعيف رمي بالرفض . التقريب ٦٦/٢ . و ابو يحيى ،ووالده لم أعرفهما .

میں کہتا ہوں ! کہ عبدالملک بن عبداللہ بن دھیش محقق اخبـار مـکه للفاکھی کی طرح جس نے بھی اس روایت میں کلام کیا ہے عمرو بن ثابت سے اگلی سند میں کیا ہے کیونکہ عمرو بن ثابت سے اس کو روایت کرنے والے کئی ہیں جیسا کہ مذکورہ بالا سند سے ثابت ہے اور اسی طرح مسند الفردوس دیلمی کی روایت میں محمد بن عبدالرحمٰن العزرمی۔

عمرو بن ثابت بن ابی المقدام۔

اس پر محدثین کی جہاں جرح موجود ہے وہاں تعدیل بھی کی گئی ہے۔

(ملاحظہ ہو تھذیب الکمال فی ترجمتہ)

غیر مقلدین کے محدث البانی نے ,,السلسلة الاحاديث الصحيحة ٤٥٠/٣(١٤٦٥) ،، میں اس کی روایت کو ایک دوسری روایت کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے۔

وہ روایت جس کا شاہد اس کی روایت کو بنایا گیا ہے اس کی حالت یہ ہے کہ اس میں ایک راوی ضعیف ہے اور ایک راوی مجھول۔ جیسا کہ اس نے لکھا:

قلت : وهذا اسناد ضعيف ، الدلال هذا ، ضعفه الدارقطنى ، وذكره ابن حبان في الثقات ، وأخرج له الحاكم في المستدرك ، و من فوقه ثقات غير عبد الله بن سليمان فلم أعرفه .

دوسری روایت جس کو مندرجہ بالا سند والی روایت کی تقویت کے لیے نقل کیا ہے اس کے بارے میں خود ہی لکھتا ہے:

قلت: و هذا اسناد ضعيف أيضا من أجل عمرو بن ثابت ، فقد جزم بضعفه الحافظ وغيره . و بقية رجال ثقات ، رجال مسلم غير القطرانى هذا فلم أجد له

ترجمة ،و حبيب مدلس وقد عنعنه .

اس کی سند میں ایک تو یہی ہے اور دوسرا ایک راوی مجھول ہے اور تیسرا ایک مدلس ہے جو کہ عن کے ساتھ روایت کر رہا ہے بقول البانی۔

آگے لکھتا ہے:قلت : فلعل الحديث يتقوى بمجموع الطريقين ، وهو قوى بما له من الشواهد . . .

پس یہ معلوم ہوا کہ البانی کے قوانین کے تحت یہ راوی اس قابل ہے کہ اس کی روایت کا اگر شاہد مل جائے اور وہ بھی ایسا کہ جس کی سند میں ضعیف اور مجھول ہوں تو بھی اس کی روایت ترقی کر کے صحیح یا حسن کے درجہ کو پہنچ سکتی ہے۔

محمد بن مروان۔

یہ السدی الصغیر نہیں ہے جیسا کہ عبدالملک بن عبداللہ بن دھیش کا خیال ہے بلکہ یہ الذھلي ہے۔ جیسا کہ علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف السادۃ المتقین ۳/۷۰ میں دیلمی کی مسند کی سند سے بیان کیا اور اس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں : ابو جعفر الکوفی مقبول،۲/ ۲۱۵۔

اور ابو یحیی یہ عمران بن زید التغلبی ہے اس کے بارے میں ابن معین فرماتے ہیں ,, ليس به باس

(تاریخ یحیی بن معین روایۃ الدوری ۲/۵۰)

امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كان عندنا ثقة ثبتا.

(سوالات ابن ابی شیبۃ ۶۹ (۴۶)

اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس کی روایت کو مستدرک میں روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

,,هذا حديث صحيح الاسناد و عمران بن زيد التغلبي شيخ من اهل الكوفة

(المستدرک ۱/ ۴۵۸ (۱۳۱۵) کتاب الجنائز)

امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ,, ھو ابو یحیی الطویل شیخ یکتب حدیثه لیس بالقوی . (الجرح والتعدیل ٦/ ٢٩٨)

امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا (تھذیب التھذیب ٨/ ١١٧)

اور الجرح والتعدیل میں جو اس کے بارے میں یحیی بن معین سے روایت کیا ہے کہ ,, لیس یحتج بحدیثه ،، یہ ابن معین کا قول اس کے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ دوسرا راوی ہے جس کے بارے میں یہ قول ہے جیسا کہ امام ابوالفضل الدوری کی روایت سے ظاہر ہے کہ ,, عمران بن زید التغلبی ،، کے بارے میں واضح ہے کہ ,, لیس بہ بأس ،، جیسا کہ ذکر ہوا اور جس کے بارے میں ,, لیس یحتج بحدیثه ،، کہا ہے وہ بھی انہی کی روایت سے ہے۔ (٢/ ٢٠٥ (٤٢٨٦)

یہاں عمران بن زید تو ہے لیکن ,, التغلبی ،، کا ذکر نہیں ہے بلکہ وضاحت ہے کہ یہ عمران بن زید وہ ہے جس سے ابوالنضر روایت کرتا ہے اور کسی بھی ابونضر کی روایت عمران بن زید التغلبی سے ثابت نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمران بن زید اور ہے جس کے بارے میں امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ,, لیس یحتج بحدیثه ،، اور بعد میں جن آئمہ نے بھی عمران بن زید التغلبی کے بارے میں ایسے الفاظ ذکر کیے ہیں کہ جن سے اس کا مجروح ہونا ثابت ہوتا ہے وہ اسی وہم کی وجہ سے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

اس کا باپ اگر یہ وہ زید ہے جس کے بارے میں امام ابن حبان نے کہا کہ حضرت عائشہ سے روایت کرتا ہے تو یہ بھی ثقہ ہے جیسا کہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا، اور اگر کوئی اور ہے تو اس کے بارے میں، میں نہیں جانتا اور اگر اس کے بارے میں صحیح معلوم نہ بھی ہو کہ یہ کون سا زید ہے تب بھی اس روایت کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا جاتا کہ اس کو نظر انداز کر دیا جائے۔

کیونکہ یہی روایت حضرت حسن بصری بھی بیان کرتے ہیں جیسا کہ ذکر ہوا اور اسی طرح یہ روایت زید العمی جو کہ ضعیف ہے سے بھی مروی ہے جیسا کہ اس کا بھی ذکر آ رہا ہے، تو یہ بات ثابت ہو جاتی

ہے کہ تعدد طرق کی وجہ سے یہ روایت کم ازکم حسن لغیرہ کا درجہ حاصل کر لیتی ہے۔

اور پھر اس کے اور شواہد بھی ہیں اور کئی آئمہ کا اس پر عمل بھی تھا۔

جیسا کہ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر ہوا اور اسی طرح امام فاکھی رحمۃ اللہ علیہ جو بقول امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ جو ۳۵۳ھ میں فوت ہوئے، اہل مکہ کا عمل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

,, خرج عامة الرجال و النساء الى المسجد ، فصلوا و طافوا و أحيوا ليلتهم حتى الصباح بالقرأة في المسجد الحرام ، حتى يختموا القرآن كله ، ويصلوا ،ومن صلى منهم تلك الليلة مائة ركعة يقرأ في كل ركعة ب الحمد و قل هو الله أحد عشر مرات ، و أخذوا من ماء زمزم تلك الليلة فشربوه ، واغتسلوا به ، و خبؤ وه عندهم للمرضى ، يبتغون بذلك البركة في هذه الليلة ، و يروى فيه أحاديث كثيرة . (اخبار مكة ۳/ ۸۴)

یعنی مردوں اور عورتوں کی اکثریت مسجد میں آتی پس وہ نماز پڑھتے اور طواف کعبہ کرتے اور اپنی رات کو زندہ کرتے صبح تک تلاوت قرآن کے ساتھ مسجد حرام میں، حتی کہ وہ مکمل قرآن مجید ختم کرتے، اور وہ نماز پڑھتے اور وہ اس رات میں سو رکعت نماز اس طرح پڑھتے کہ ہر رکعت میں فاتحہ اور دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھتے اور وہ اس رات کو چشمہ زمزم سے پانی لیتے پس اس کو پیتے اور اس سے غسل کرتے، اور وہ اس کو مریضوں کے لئے محفوظ کر لیتے، وہ اس کے ساتھ اس رات میں برکات حاصل کرتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۵۰۵ھ) نے بھی اس کا ذکر کیا ان کے الفاظ یہ ہیں:

,, كان السلف يصلون هذه الصلاة ويسمونها صلاة الخير و يجتمعون فيها و ربما صلوها جماعة .وروي عن الحسن انه قال : حدثني ثلاثون من أصحاب النبي ﷺ أن من صلى هذه الصلاة في هذه الليلة نظر الله عزوجل اليه سبعين

نظرة و قضى له بكل نظرة سبعين حاجة أدناها المغفرة .

(احياء العلوم مع اتحاف السادة المتقين ۷۰۵/۳،الباب السابع كتاب اسرا الصلاة و مهماتها)

امام محمد بن عبدواحد بن ابراہیم الغافقی رحمۃ اللہ علیہ (۶۱۹ھ) فرماتے ہیں:

روي عن زيد العمي ،عن النبي ﷺ أنه قال : من صلى ليلة النصف من شعبان مائة ركعة ، يقرأفي كل ركعة بفاتحة الكتاب مرة و ﴿قل هو الله أحد﴾عشر مرات ، فذلك ألف مرة ، وكل الله به مائة من الملائكة ،يوفقونه للخير ثلاثون ، ويدفعونه عن السواء ثلاثون ، ويعصمونه من الشر ثلاثون ،وعشرة يكيدون ممن كاده الى مثلها من قابل .

(كتاب لمحات الانوار ۱۳۱۴.۱۳۱۳/۳ (۱۹۲۶۵)

زید العمی نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس کسی نے شعبان کی پندرھویں رات کو سورکعات نماز پڑھی، ہر رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور دس بار سورہ اخلاص پڑھے، پس یہ ہزار بار ہو جائے گی، اللہ تعالی اس کے ساتھ سو فرشتے مقرر کردے گا ان میں سے تیس اس کو بھلائی میں مدد دیں گے، اور تیس اس سے برائی دور کریں گے اور تیس شر سے اس کی حفاظت فرمائیں گے، اور دس خفیہ تدبیر کریں کرتے ہیں اس کیلئے جو اس کے خلاف تدبیر کرتا ہے

امام غافقی رحمۃ اللہ علیہ ہی حضرت حسن بصری سے روایت کرتے ہیں:

,,حدثني ثلاثون من أصحاب النبي ﷺ أن من صلى هذه الصلاة في هذه الليلة نظر الله عزوجل اليه سبعين نظرة و قضى الله له بكل نظرة سبعين حاجة أدناها المغفرة . (كتاب لمحات الانوار ۱۳۱۴.۱۳۱۳/۳ (۱۹۲۶)

یعنی انہوں نے کہا مجھ سے نبی اکرم ﷺ کے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان کیا

کہ بے شک جو اس رات کو یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالی اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرمائے گا اور اللہ تعالی ہر نظر رحمت میں اس کی ستر حاجتیں پوری فرمائے گا، جن میں سب سے چھوٹی اس کی بخشش ہے۔

امام ابوبکر المعروف سید بکری الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے ,, اعانة الطالبين، میں ذکر کیا۔

پس یہ بات واضح ہے کہ متقدمین آئمہ اسلاف نے اس کو ذکر کیا ہے اور اس بات کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے کہ ہر دور میں لوگ اس پر عامل رہے ہیں اور اس رات کی فضیلت کے قائل بھی جس کے بارے میں ہم شبہات اور ان کا ازالہ میں تفصیلا ذکر کریں گے۔

نمبر ﴿١١﴾

عن معاذ بن جبل رضى اللّٰه تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من احيا الليالى الخمس و جبت له الجنة، ليلة التروية، وليلة عرفة، وليلة الفطر، وليلة النحر، وليلة النصف من شعبان.

(اخرجه الاصبهانى فى "الترغيب و الترهيب" ٢/٢٤٨ - ٢٤٩ برقم (٣٧٤)، و نقله عنه المنذرى فى "الترغيب و الترهيب" ٢/١٥٢ كتاب العيدين.)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے پانچ راتوں کو زندہ کیا (بیدار ہو کر عبادت کی) اس کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ تو یہ راتیں آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، عید الفطر و قربان کی راتیں اور پندرہ شعبان کی رات۔

نمبر ﴿١٢﴾

عن ابن كردوس عن ابيه قال قال رسول الله ﷺ: من احياء ليلة العيد و ليلة النصف من شعبان لم يمت قلبه يوم تموت القلوب.

(أخرجه ابو نعيم فى معرفة الصحابة ٤/١٧٤، وابن الاعرابى فى معجمه (٢١٩٤)، و

الحسن بن سفيان و ابن شاهين كما قال الهندى فى كنز العمال ٨/٥٤٨ برقم (٢٤١٠٧)، ونجم الدين عمر بن محمد بن احمد النسفى فى: القند فى ذكر علماء سمرقند (ص ١٦٠) رقم الترجمة (٢٦٠)،و ابن الجوزى فى "العلل" ١/٧٢ برقم (٩٢٤)، والديلمى فى "مسند الفردوس" (ق ـ ١٤٨) كذا فى حاشة "فردوس الاخبار" ٤/٢٧١ برقم (٦٣٤٩)، وعبدان المروزى كما قال ابن حجر فى الاصابة ٣/٣١٢ ،وابن مندة كما قال ابن الأثير فى أسد الغابة ٢/٤٣١،و فيه مروان بن سالم و سلمة بن سليمان و عيسى بن ابرهيم كلهم من المجروحين.)

حضرت کردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے عید کی رات اور پندرہ شعبان کی رات کو زندہ کیا اس کا دل اس دن بھی نہ مرے گا جس دن سب کے دل مردہ ہوجائیں گے۔

نمبر ﴿۱۳﴾

أربع ليا ليهن كايامهن و ايامهن كليا ليهن يَبُرُّ اللّٰهُ فيهن القَسم و يُعتق فيهن النسم و يعطى فيهن الجزيل: ليلة القدر و صباحها، وليلة العرفة، وصباحها، و ليلة النصف من شعبان و صباحها، وليلة الجمعة و صباحها.

(اخرجه الديلمى كذا فى "كنزالعمال" ١٢/٣٢٢ برقم (٣٥٢١٤).عن انس مرفوعاً.

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

"چار راتیں اپنے دنوں کی طرح اور دن اپنی راتوں کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں برأت تقسیم کرتا ہے۔ گنہگاروں کو عذاب سے رہائی عطا فرماتا ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ عمل کرنے والوں کو ثواب عطا فرماتا ہے۔ لیلۃ القدر اور اس کا دن، عرفہ کی رات اور اس کا دن، پندرہ شعبان کی رات اور اس کا دن، جمعہ کی رات اور جمعہ کا دن۔

نمبر ﴿۱۴﴾

عن عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنها مرفوعاً:

"یسح اللّٰہ عزوجل من الخیر فی اربع لیال سحا لیلة الاضحٰی و الفطر و لیلة النصف من شعبان ینسخ فیها الاجال والارزاق و یکتب فیها الحج و فی لیلة عرفة الی الاذان."

(أخرجه الدیلمی فی مسند الفردوس کذا فی کنز العمال ۳۲۳.۳۲۲/۱۲ (۳۵۲۱۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالی چار راتوں میں اپنی رحمت عام بانٹتا ہے۔ عید الفطر اور عیدِ قربان کی راتوں میں اور پندرہ شعبان کی رات کہ اس میں اموات و روزی کا فیصلہ ہوتا ہے اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور عرفہ کی رات میں صبح کی آذان تک۔"

نمبر ﴿۱۵﴾

عن ابی امامة رضی اللّٰہ تعالی عنه ان رسول اللّٰہ ﷺ قال:

"خمس لیال لا ترد فیهن الدعا؛ اول لیلة من رجب و لیلة النصف من شعبان و لیلة الجمعة ولیلة الفطر و لیلةالنحر."

(اخرجه الدیلمی فی "فردوس الاخبار" ۳۱۱/۲ برقم (۲۷۹۷)، وابن عساکر فی "تاریخ دمشق" (تهذیب ۲۹۹/۳)، قال المناوی: قال ابن حجر، و طرقه کلها معلولة: فیض القدیر ۴۵۵/۳.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پانچ راتیں ایسی ہیں کہ ان میں دعا رد نہیں ہوتی؛ جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات، عید الفطر اور عیدِ قربان کی رات۔"

نمبر ⟨۱۶⟩

قال عبد الرزاق و اخبرنی من سمع البیلمانی یحدث عن ابیه عن ابن عمر قال:

”خمس لیالٍ لاترد فیهن الدعاء لیلة الجمة، و اوّل لیلة من رجب، و لیلة النصف من شعبان، و لیلتی العیدین.“

(۴۵) خرجه عبد الرزاق فی ”المصنف“ ۳۱۷/۴ برقم (۷۹۲۷)، و البیهقی فی ”شعب الایمان“ ۳۴۲/۳ برقم (۳۷۱۳) و فی ”فضائل الاوقات“ (ص ۳۱۱ ـ ۳۱۲) برقم (۱۴۹)، و فیه رجل من لم یسم و البیلمانی وهو محمد بن عبد الرحمن البیلمانی: ”مجروح“.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا:

”پانچ راتیں ایسی ہیں کہ جن میں دعا رد نہیں کی جاتی؛ جمعہ کی رات، رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرھویں رات اور عیدین کی راتیں۔“

نمبر ⟨۱۷⟩

حدثنا عمر بن احمد بن هارون المقری، ثنا احمد بن محمدالحسن الفقیه، ثنا الحسن علی، ثنا سعید بن سعید، ثنا سلمة بن موسی الانصاری، بالشام عن ابی موسی الهلالی، عن خالد بن معدان قال:

”خمس لیال فی السنة من واظب علیهن رجاء ثوابهن و تصدیقا بوعد هن ادخل اللّٰه الجنة:

اول لیلة من رجب یقوم لیلها و یصوم نهارها، و لیلة النصف من شعبان یقوم لیلها و یصوم نهارها، ولیلة الفطر یقوم لیلها و یفطر نهارها، و لیلة

الاضحی یقوم لیلها ویفطر نهارها، و لیلة عاشوراء یقوم لیلها و یصوم نهارها.“
(اخرجه الخلال فی فضائل شهر رجب (ص ۵٦ - ۵۷) برقم (۱۷)

بسند مذکور حضرت خالد بن معدان نے فرمایا:

سال میں پانچ راتیں ہیں جو کوئی ان پر ثواب کی فضیلت سے مواظبت کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

رجب کی پہلی رات کہ اس کی رات کو قیام کرے اور دن کا روزہ رکھے اور نصف شعبان کی رات کہ اس کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے اور عید الفطر کی رات کو قیام کرے اور دن کو روزہ نہ رکھے اور عید الاضحیٰ کی رات کو قیام کرے اور ان کو روزہ نہ رکھے اور عاشورہ کی رات کو قیام کرے اور دن کا روزہ رکھے۔

اس روایت پر غیر مقلدین کے امام ومحدث ارشاد الحق اثری کی تحقیق پر ایک نظر ملاحظہ فرمائیں:

اثری صاحب لکھتے ہیں: ,,في اسناده حسن بن علي والظاهر أنه ابن محمی بن بهرام أبو علي :قال ابن عدي رأيتهم مجمعين على ضعفه ،وذكر الذهبي حديثا من طريقه عن سويد بن سعيد وقال : هذا حديث منكر جدا أحسب آفته ابن محمی ،انظر اللسان۔ (ج۲/ص ۲۲۸)

میں کہتا ہوں: کہ اثری صاحب کو یہاں پر غلطی لگی ہے کہ انہوں نے حسن بن علی کو ابن محمی خیال کر لیا اور اس کے بارے میں امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کر دیا جب کہ یہ ,,حسن بن علی بن محمی ,,نہیں بلکہ حسن بن علی بن شبیب المعمری ہے۔

”جیسا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں ”أبو علي ،الحسن بن علي بن شبيب البغدادي المعمري ,,کے ترجمہ میں لکھا کہ: ,,ولد في حدود سنة عشر و مائتين . سمع شيبان بن فروخ ، و أبا نصر التمار ، وعلي بن المديني ،وخلف

بن هشام و هدبة بن خالد ، وسعيد بن عبد الجبار ، وسويد بن سعيد ،وجبارة بن المغلس ،......(سیر اعلام النبلاء ۹/۲۸۳(۲۶۱۰)اوراسی طرح خطیب بغدادی نے بھی تاریخ بغداد میں اس کے شیوخ میں سوید بن سعید کا ذکر کیا ہے(۸۲/۶(۳۸۹۱)

یہ مختلف فیہ ہے بعض آئمہ جرح وتعدیل نے اس میں کلام کیا ہے اور بعض نے اس کی تعدیل کی ہے لیکن ہم ان کے کلام کو تفصیلا نقل کرنے کی بجائے ہم صرف البانی جس کو اثری صاحب نے استاذ لکھا ہے کی تحقیق پیش کرتے ہیں کہ اس کے بارے میں اثری صاحب کے محدث وامام کا قول کیا ہے۔

سلسلة الاحاديث الصحيحة ٦/١/٥٩.٦٠(٢٥٢٠) میں البانی اس کی بیان کردہ روایت کے بارے میں لکھتا ہے : والاسناد الأول حسن ،رجاله كلهم ثقات معروفون من رجال , التهذيب ، غير أيوب بن حسان الجرشي ، وهو صالح الحديث كما قال ابن أبي حاتم (١/١/٢٤٤) عن أبيه .و غير المعمري ، وهو صدوق حافظ مترجم له في الميزان واللسان وغيرهما .

یعنی پہلی سند حسن ہے اس کے تمام رجال معروف ثقہ ہیں تھذیب کے رجال سے سوائے ایوب بن حسان الجرشی کے اور وہ صالح الحدیث ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے بیان کیا،اور سوائے معمری کے اور یہ سچا حافظ ہے اس کا ترجمہ میزان اور لسان وغیرہ میں ہے ایک دوسرے مقام پر یہی البانی صاحب لکھتے ہیں :

وهذا سند صحيح رجاله كلهم ثقات فى رجال مسلم غير ابن قانع والمعمري وهما ثقتان .(الثمر المستطاب ٦٩٩.٧٠٠)یعنی اور یہ سند صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ،مسلم کے رجال میں سے ہیں سوائے ابن قانع اور معمری کے اور یہ دونوں ثقہ ہیں۔

آگے اثری صاحب لکھتے ہیں: و أما سويد بن سعيد فهو صدوق في نفسه الا أنه

عمی فصار یتلقن ما لیس من حدیثه کما في التقریب (۲۱۶)

اس کے بارے میں البانی صاحب امام بوصیری کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

أقول : ولکن ذلك لا یمنع أن یکون حسنا لغیره ؛ما دام أن الرجال کلهم ثقات لیس فیهم متهم . (سلسلة الاحادیث الصحیحة ۹۰۱/۱(۳۶)

یعنی میں کہتا ہوں کہ یہ اس سے مانع نہیں کہ اس کی روایت حسن لغیرہ کا درجہ پائے جبکہ باقی رواۃ ثقہ ہوں ان میں کوئی متہم نہ ہو۔ یاد رہے کہ اس کی تدلیس یہاں مضر صحت نہیں کیونکہ اس روایت میں اس نے سماع کی تصریح کردی ہے اس میں ابوعلی المعمری اس سے روایت کرنے والا ہے جو کہ قدیم السماع ہے۔

پس اس روایت کی سند میں ان کے علاوہ کوئی ایسا راوی نہیں کہ جس کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف قرار دیا جاسکے لہذا معلوم ہوا کہ یہ روایت البانی صاحب (جن کا غیر مقلدین کی نظر میں بڑا مقام ومرتبہ ہے) کے قوانین کے تحت یہ روایت کم از کم حسن لغیرہ کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔

آگے اثری صاحب لکھتے ہیں: و أبو موسی الهلالي مجهول قاله أبو حاتم کما في الجرح والتعدیل (٤ق٢ص٤٣٨) وقال ابن المدیني : لا أعلم روی عنه غیر سلیمان و ذکر ابن حبان في الثقات کما في التهذیب (۱۲/ص ۲۵۱) وقال الحافظ في التقریب (٦١٤) مقبول .

جیسا کہ اثری صاحب کی عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ مقبول ہے پس اس کی روایت بھی حسن لغیرہ کے درجہ سے کم نہیں ہوگی۔

پس معلوم ہوا کہ اس روایت کو البانی صاحب کے قوانین کے تحت اپنے شواہد کے ساتھ حسن کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ خاص کر کے فضائل اعمال میں کہ اس بارے میں محدثین زیادہ سختی سے کام نہیں لیتے۔ واللہ تعالی اعلم۔

وقال ابن رجب الحنبلی:

"و لیلة النصف من شعبان کان التابعون من اهل الشام کخالد بن معدان و مکحول و لقمان بن عامر وغیرهم یعظمونها و یجتهدون فیها فی العبادة و عنهم اخذ الناس فضلها و تعظیمها و یجتهدون فیها فی العبادة و عنهم وقد قیل: انه بلغهم فی ذلک آثار اسرائیلیة، فلما اشتهر ذلک عنهم فی البلدان اختلف الناس فی ذلک فمنهم من قبله منهم و وافقهم علی تعظیمها ، منهم طائفة من عباد اهل البصرة و غیرهم و انکر ذلک اکثر علماء الحجاز منهم عطاء و ابن ابی ملیکة واحتلف علماء اهل الشام فی صفة احیائها علی قولین،

احدهما: انه یستحب احیاؤ ها جماعة فی المساجد . کان خالد بن معدان، و لقمان بن عامر، و غیرهما یلبسون فیها احسن ثیابهم و یبخرون و یکتحلون ویقومون فی المسجد لیلتهم تلک: و وافقهم اسحاق بن راهویة: علی ذلک و قال: فی قیامها فی المساجد جماعة لیس ذلک ببدعة نقله عنه حرب الکرمانی فیمسائله:

والثانی: انه یکره الاجتماع فیها فی المساجد للصلاة والقصص والدعاء ولا یکره ان یصلی الرجل فیها لخاصة نفسه و هذا قول الاوزاعی امام اهل الشام فقیههم وعالمهم." (لطائف المعارف، لابن رجب الحنبلی (ص ۱۶۱-۱۶۲)،

ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

اہل شام میں تابعین کرام جیسے کہ امام خالد بن معدان، امام مکحول، امام لقمان بن عامر وغیرھم۔ پندرھویں شعبان کی رات کی تعظیم کرتے تھے اور اس رات کو عبادت میں

زیادتی کی کوشش کرتے تھے اور ان سے لوگوں نے یہ اخذ کیا ہے کہ اس رات میں خوب عبادت کرتے اور اس کی عظمت کے معترف ہیں۔ایک ضعیف قول یہ ہے کہ ان کے پاس اس سلسلہ میں اسرائیلی روایات پہنچیں تو جب یہ ان سے مختلف ممالک اور شہروں میں پہنچیں تو لوگوں میں اس بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا کچھ لوگوں نے اس کو قبول کر لیا اور اس رات کی تعظیم کرنے لگے۔ان میں سے بصرہ کے صوفیا ہیں اور کچھ دیگر لوگوں نے اس کا انکار کیا اور ان میں سے اکثریت علمائے حجاز کی ہے۔جیسا کہ حضرت امام عطا اور ابن ابی ملیکہ وغیرہما..............

اور علمائے شام میں اس رات میں عبادت کرنے کے بارے میں دو قول ہیں:

پہلا قول:

کہ اس رات کو مساجد میں اکٹھے ہو کر عبادت کرنا مستحب ہے۔امام خالد بن معدان اور لقمان بن عامر وغیرھما اس رات کو اچھے کپڑے پہنتے اور سرمہ لگاتے اور فخر کرتے اور مسجد میں نوافل پڑھتے اور ان کی موافقت امام بخاری کے استاد امام اسحاق بن راھویہ نے کی اور فرمایا کہ اس رات کو مسجد میں اکٹھے عبادت کرنا بدعت نہیں ہے یہ بات ان سے امام کرمانی نے مسائل میں بیان فرمائی۔

دوسرا قول:

مساجد میں اجتماع مکروہ ہے اور یہ مکروہ نہیں کہ کوئی آدمی اکیلا اس رات میں عبادت کرے اور یہ قول اہل شام میں سے امام اوزاعی کا ہے جو کہ ان کے امام اور فقیہہ ہیں۔

امام رجب حنبلی نے فرمایا:

فقم ليلة النصف الشريف مصليا

اشرف هذا الشهر ليلة نصفه

نماز پڑھتے ہوئے شعبان کی پندرھویں رات کو قیام کر

پس اسی رات کی وجہ سے اس مہینہ کو بزرگی ملی ہے

فکم من فتی قد بات آمنا

وقد تسخت فیہ صحیفة حتفہ

کتنے ہی نوجوان ہیں جو راتیں امن کے ساتھ گذارتے ہیں

اور ان کو مردوں کے صحیفے میں لکھ دیا ہوتا ہے

فبادر بفعل الخیر قبل انقضائہ

وحاذر ھجوم الموت فیہ بعرفہ

پس نیکی کے کاموں میں مرنے سے پہلے سبقت کرنے کی کوشش کر

موت کے اچانک آنے سے پہلے اس کا اندازہ کرلے

وصم یومھا للہ واحسن رجاءہ

لتظفر عند الکرب منہ بلفطہ

اوراس کے دن کا اللہ کیلئے روزہ رکھ اوراس سے اچھی امید رکھ

تاکہ اس کے ساتھ مصیبت کے وقت کامیابی حاصل کر

(لطائف المعارف (ص ١٦١ - ١٦٢)

الشیخ نجم الدین عمر بن محمد بن احمد النسفی (م ۵۳۷) فرماتے ہیں

فی لیلة العید لمن قامھا

والنصف من شعبان کشف الکروب

من یحیھا یحیی بہ قلبہ

ولم یمت یوم تموت القلوب

(القند فی ذکر علماء سمرقند (ص ١٦٠).

یعنی ''عید کی رات اور نصف شعبان کی رات مصائب کو دور کرنے والی ہے۔ جس نے اس کو زندہ کیا اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

ابن الحاج المالکی (م ۷۳۷) فرماتے ہیں:

"ولاشك انها ليلة مباركة عظيمة القدر عند الله تعالى قال الله تعالى ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾ .... فهذه الليلة وان لم تكن ليلة القدر فلها فضل عظيم و خير جسيم و كان السلف رضى الله عنهم يعظمونها يشمرون لها قبل اتيانها فما تأتيهم الا وهم متاهبون للقائها و القيام بحرمتها على ما قد علم من احترامهم للشعائر على ما تقدم ذكره هذا هو التعظيم الشرعى لهذه الليلة......

(المدخل ۲۹۹/۱ باب ليلة النصف من شعبان)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ رات بڑی مبارک اور اللہ کے ہاں بڑی قدر والی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ﴾

پس اس آیت میں اس رات کا ذکر ہے یہ اگرچہ لیلۃ القدر تو نہیں لیکن پھر بھی اس کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں بڑی بھلائی ہے اور حضرات اسلاف اس کا بڑا احترام کرتے تھے اور اس کے آنے سے پہلے اس کیلئے تیاری کرتے اور اس رات کی ملاقات کی بڑی تمنا کرتے تھے اور اس کی عزت و حرمت کا لحاظ رکھتے اور ان اسلاف کے شعائر اللہ کی تعظیم کے بارے میں پیچھے بیان گذر چکا ہے اور اس رات کی تعظیم شرعی تعظیم ہے۔

الشیخ الفقیہ الکامل ابن نجیم الحنفی اور الشیخ السید محمد امین الشہیر بابن عابدین الشامی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں

" و صلاة ليلة النصف من شعبان ذكره الغافقى المحدث فى

"لمحات الانوار" وصاحب "انس المنقطعين" و ابو طالب المكی فی "القوت" و عبد العزيز الديرينی فی "طهارة القلوب" و ابن الجوزی فی "كتاب النور" و الغزالی فی "الاحياء" قال الحافظ الطبری جرت العادة فی كل قطر من اقطار المكلفين بتطابق الكافة علی صلاة وتروی فی صحتها آثار و اخبار ليس عليها الاعتماد ولا نقول انها موضوعة كما قال الحافظ ابن الجوزی فان الحكم بالوضع امره خطير و شانه كبير مع انها اخبار ترغيب والعامل عليها نية يثاب و بصدق عزمه و اخلاصه فی ابتهاله يجاب و الاولی تلقيها بالقبول من غير حكم بصحتة ولا حرج فی العمل بها.

(البحر الرائق" (۵۲/۲) باب الوتر و النوافل و منحة الخالق علی البحر الرائق (۵۳/۲).

"پندرہ شعبان کی رات کی نماز کا ذکر محدث غافقی نے لمحات الانوار میں اور صاحب "انس المنقطعين" اور امام ابوطالب مکی نے "قوت القلوب" اور عبدالعزیز الدیرینی نے "طهارة القلوب" اور امام ابن جوزی نے کتاب "النور" وامام غزالی نے "احياء العلوم" میں کہا ہے کہ:

امام حافظ طبری نے فرمایا کہ تمام دنیا کے ممالک میں لوگوں کی عادت چلی آرہی ہے کہ وہ مقدور بھر اس رات کو نماز پڑھتے ہیں اور اس کی صحت میں ایسے آثار واخبار مروی ہیں کہ جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ یہ تمام روایات موضوع ہیں جیسا کہ ابن جوزی نے کہا ہے اور کسی حدیث پر وضع کا حکم بڑا عظیم خطرہ ہے اور اس کی شان بڑی ہے اور پھر یہ تمام احادیث ترغیب میں واقع ہیں اور عمل کرنے والا نیت اور صدق عزم واخلاص کے مطابق ثواب پائے گا اور پھر ان کو تلقی بالقبول حاصل ہے اگرچہ ان پر صحیح کا حکم نہ لگایا جائے گا اور اس پر عمل میں حرج بھی نہیں ہے۔

عصیاں کو مٹانے والی رات

الشیخ الامام التقی السبکی فرماتے ہیں:

"ان احیاء لیلة النصف من شعبان یکفر ذنوب السنة و لیلة الجمعة تکفر ذنوب الاسبوع و لیلة القدر تکفر ذنوب العمر."

(اتحاف السادة المتقین بشرح علوم احیاء الدین للشیخ السید محمد بن الحسینی المرتضی الزبیدی(٤٢٧/٣)، فصل فوائد منتشره و مسائل تتعلق بالباب)

"نصف شعبان کی رات کی عبادت سال بھر کے گناہوں کو اور جمعہ کی رات کی عبادت ہفتہ ہفتہ بھر کے گناہوں کو اور لیلۃ القدر عبادت پوری عمر کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔"

دعائیں مانگنے اور قبول ہونے کی رات

اس بارے میں چند روایات ذکر ہو چکی ہیں دو مزید ذکر کی جاتی ہیں۔

عن نوف البکالی ان علیا علیه السلام خرج لیلة النصف من شعبان فا کثر الخروج فیها ینظر الی السماء فقال:

"ان داود علیه السلام خرج ذات لیلة فی مثل هذه الساعة فنظر الی السماء فقال:

ان هذه الساعة ،ما دعا الله احد الا اجابه و لا استغفره احد فی هذه اللیلة الا غفرله ما لم یکن عشارًا او ساحرا او شاعرا او کاهنا او عریفا او شرطیا او جابیا او صاحب کوبة او غربة (قال نوف: الکوبة، الطبل: والغربه: الطنبور) اللهم رب داود اغفر لمن دعاك فی هذه اللیلة ولمن استغفرك فیها.

(نقله ابن رجب فی لطائف المعارف (ص ١٦١) باب المجلس الثانی فی نصف الشعبان)

نوف بکالی سے روایت ہے کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شعبان کی پندرھویں رات کو باہر نکلے اور اس شب میں اکثر باہر آتے تھے۔ آپ نے آسمان دنیا کی طرف نظر اُٹھاتے ہوئے کہا کہ حضرت داؤد (علیہ السلام) ایک شب کو ایسے ہی وقت باہر تشریف لائے۔ تو انہوں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا یہ وہ وقت ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اس نے ضرور قبول فرمائی۔ اور جس نے مغفرت چاہی اس کی ضرور بخشش ہوئی۔ بشرطیکہ وہ شخص عشار، جادوگر، کاہن، منجم، جلّاد، مال نکالنے والا، گوّیا اور باجا بجانے والا نہ ہو۔ (نوفل کہتے ہیں کہ کوبہ اور غربہ طنبورہ کو کہتے ہیں۔) حضرت علی نے دعا مانگی کہ:

''اے خدا حضرت داؤد علیہ السلام کے رب اس رات میں جو بھی دعا مانگے یا مغفرت چاہے تو قبول فرمالے۔ بلاشبہ تُو پندرھویں شعبان کی شب میں ظہور فرماتا ہے۔''

قال الشافعي: وبلغنا انه كان يقال:

''ان الدعا يستجاب في خمس ليال: في ليلة الجمعة، و ليلة الاضحى، و ليلة الفطر، و اول ليلة من رجب، و ليلة النصف من شعبان.

(كتاب الام للشافعي ١/٢٣١، ونقله عنه البيهقي في "السنن" الكبرى ٣/٣١٩ كتاب صلاة العيدين باب عبادة ليلة العيدين، وفي "شعب الايمان" ٣/٣٤٢ باب في الصيام فصل في ليلة العيد، و في فضائل الاوقات (ص ٣١٣) برقم (١٥٠)، و في معرفة "السنن" و الاثار ٣/٦٦ برقم (١٩٥٨)

''بے شک پانچ راتوں میں دعائیں قبول ہوتی ہیں؛

جمعہ کی رات، عید الفطر اور عید قربان، رجب کی پہلی رات اور شعبان کی پندرھویں رات میں۔''

جنت کو مزین کرنے کی رات

روی عن کعب قال:

"ان اللّٰہ تعالی یبعث لیلة النصف من شعبان جبرائیل (علیه السلام) الی الجنة فیا مرها ان تتزین ویقول: ان اللّٰہ تعالی قد اعتقا فی لیلتك هذه عدد نجوم السماء و عدد ایام الدنیا ولیالیها و عدد ورق الشجر و زنة الجبال و عدد الرمال. (نقله ابن رجب الحنبلی فی "لطائف المعارف" (ص ١٦٢).

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالی پندرہ شعبان کی رات کو حضرت جبرائیل کو جنت کی طرف بھیجتا ہے اور جنت کو حکم فرماتا ہے کہ مزین ہو جا اور فرمایا: کہ بے شک اس رات کو اللہ تعالی آسمان کے ستاروں اور دنیا کے دن اور رات اور درختوں کے پتوں اور پہاڑوں کے وزن اور ریت کے زروں کی تعداد کے مطابق لوگوں کو عذاب سے نجات عطا فرماتا ہے۔"

تقی الدین ابی العباس المعروف ابن تیمیه

ایک سوال کے جواب میں ابن تیمیہ نے لکھا:

وسئل: عن صلاة نصف شعبان:

فأجاب: اذا صلی الانسان لیلة النصف وحده، أو في جماعة خاصة كما كان يفعل طوائف من السلف، فهو احسن......

(مجموع الفتاوی ابن تیمیه ٢٣/٦٥)

یعنی ابن تیمیہ سے نصف شعبان کی نماز کے بارے پوچھا گیا:

پس اس نے جواب دیا کہ جب کوئی آدمی نصف (شعبان) کی رات تنہا، یا خاص جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہے جیسا کہ اسلاف میں سے ایک گروہ کرتا تھا پس وہ اچھا ہے۔

یہی ابن تیمیہ ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے:

,, فقد روی في فضلها من الأحاديث المرفوعة والآثار ما يقتضي: أنها ليلة مفضلة . وأن من السلف من كان يخصها بالصلاة فيها ، وصوم شهر شعبان قد جاء ت فيه أحاديث صحيحة . و من العلماء من السلف ، من أهل المدينة وغيرهم من الخلف : من أنكر فضلها ، وطعن في الأحاديث الواردة فيها ، كحديث : ان الله يغفر فيها لأكثر من عدد شعر غنم بني كلب وقال: لا فرق بينها و بين غيرها .

لكن الذي عليه كثير من أهل العلم ،أو اكثر من أصحابنا وغيرهم : على تفضيلها ، وعليه يدل نص أحمد ، لتعدد الأحاديث الواردة فيها ، وما يصدق ذلك من الآثار السلفية ، وقد روى بعض فضائلها في المسانيد والسنن .(اقتضاء الصراط المستقيم ،۲۷٤ ،انواع الاعياد الزمانية)

یعنی نصف شعبان کی رات کے متعلق مرفوع احادیث اور آثار مروی ہیں جو اس رات کی فضیلت کا تقاضا کرتے ہیں بعض علماء سلف نے تو اس رات میں نماز کی بھی تخصیص کی ہے اور ماہ شعبان کے روزے کے متعلق صحیح احادیث وارد ہیں ،اور بعض علماء سلف اور بعض علماء مدینہ اور علماء خلف نے اس رات کی فضیلت کا انکار کیا ہے اور اس کے متعلق وارد احادیث میں طعن کیا ہے جیسے حدیث کہ ,,اللہ تعالی اس رات بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے اس حدیث میں اور اس کے علاوہ دوسری احادیث میں کوئی فرق نہیں۔

لیکن یہ نظریہ کہ یہ رات فضیلت والی ہے یہ اکثر اہل علم کا نظریہ ہے یا اکثر ہمارے علماء اور دیگر کا بھی ،اور اس پر امام احمد کی نص ہے کیونکہ اس رات کی فضیلت میں متعدد احادیث وارد ہیں اور آثار سلف بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس رات کے کچھ فضائل مسانید اور سنن میں بھی مروی ہیں۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل **ابو الوفأ ثناء اللہ امرتسری** صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

سوال: پندرھویں شب شعبان کو کیا شب قدر کا کوئی ثبوت ہے اس شب کو ثواب جان کر تلاوت یا عبادت کرنا کیسا ہے؟ (عبد الماجد بریلی)

جواب: اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کار خیر کرنا بدعت نہیں ہے بحکم **انما الاعمال بالنیات** موجب ثواب ہے۔ واللہ اعلم (فتاوی ثنائیہ ۱/۶۵۴)

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اس رات میں اگر کوئی مسلمان اپنے خالق و مالک کے سامنے سر بسجود ہوتا ہے تو اس پر نکیر نہیں کرنی چاہیے بلکہ اس رات اللہ تعالی کی بارگاہ میں جبین نیاز کو جھکانا بہتر ہے اور اس رات اس کی بارگاہ میں گڑگڑا کر اپنی خطاؤں اور لغزشوں کی معافی طلب کرنی چاہیے اور آئندہ کے لیے گناہوں سے تائب ہو کر اس کے تقرب کو حاصل کرنے میں کوشاں ہونا چاہیے اس امید پر کہ اس رات وہ اپنی رحمت و کرم سے خطا کاروں کی بخشش و مغفرت فرماتا ہے۔

آخر میں ہم تمام مسلمانوں سے التجا کرتے ہیں کہ آنے والی اس رات میں اپنے خالق حقیقی کے سامنے سر بسجود ہوں اور اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی یاد رکھیں اور ہمارے ادارہ کو بھی کہ اللہ تعالی ہمیں اور ہمارے اس ادارہ ,, المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر ،، کو کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے تاکہ آئندہ بھی ہم آپ تک دین و دنیا کی بہتری حاصل کرنے کے لیے مضامین پہنچاتے رہیں جس سے ہمارے اور آپ کے نامہ اعمال میں اللہ تعالی نیکیوں کو بڑھاتا رہے اور ہماری اور آپ کی عاقبت سنور جائے۔ آمین بجاہ النبی الآمین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

فضائل شعبان اور لیلۃ النصف شعبان کے بارے میں لکھی گئی چند کتب

کئی علماء ومحدثین نے شعبان اور لیلۃ النصف من شعبان کے فضائل کے بارے میں مستقل رسائل وکتب تصنیف کی ہیں ملاحظہ ہو:

﴿۱﴾ فضائل شعبان، لابن النباء،۴۷۱ھ

(ذکرہ ابن رجب فی ذیل طبقات حنابلة فی ترجمة لابن البناء)

﴿۲﴾ فضائل شعبان ، لتقی الدین العراقی البغدادی ،۶۱۱ھ

(ذکرہ ابن رجب فی ذیل طبقات حنابلة فی ترجمةعبد العزیز بن محمود بن المبارک ،)

﴿۳﴾ فضائل شعبان ۔لابن أبی الصیف الیمنی

(کشف الظنون ۱۲۷۶/۲)

﴿۴﴾ فضل شعبان ۔ لابن أبی الصیف الیمنی ،۹۰۶ھ،

(کشف الظنون ۱۲۷۹/۲)

﴿۵﴾ فضائل شعبان ، لعبد العزیز الکتانی

(ذکرہ السخاوی فی ضوء اللامع فی ترجمة محمد بن محمد بن علی ابن نباتة،و ابن أمة)

﴿۶﴾ نبذہ فی فضائل شعبان ۔ للشیخ شمس الدین ابی الحسن البکری ، ۹۵۲ھ

اوراس کی شرح کی امام عبدالروف المناوی نے،۱۰۳۱ھ۔

(معجم المؤلفین ۱۳۷/۱۰ ،کشف الظنون ۱۹۲۳/۲ ،خلاصة الأثر فی اعیان القرن الحادی عشر للمحبی ۷۸/۲)

﴿۷﴾ فتح الرحمن بفضائل شعبان ۔ لامام ملا علی قاری

(کشف الظنون ۱۲۳۲/۲)

یہ کتاب قبلہ سیدی علامہ محمد عباس رضوی مدظلہ العالی کی تحقیق وترجمہ سے شائع ہو چکی ہے اور اس میں صرف شعبان کے فضائل ہی نہیں بلکہ یہ نصف شعبان کی رات پر ہے اگر یہ اس کے علاوہ کوئی کتاب ہے تو اس کی اشاعت کے بارے میں مجھے علم نہیں۔ واللہ اعلم۔

﴿٨﴾ ضوء البدر في احياء ليلة عرفة والعيدين ونصف الشعبان و ليلة القدر ۔لامام جلال الدين السيوطى۔

(كشف الظنون ٢/١٠٨٨)

﴿٩﴾ تحلية الشعبان فى ما روى فى ليلة النصف من شعبان للشيخ شمس الدين محمد بن طولون الدمشقى

(كشف الظنون ١/٣٧٩)

﴿١٠﴾ رسالة فى فضائل ليلة النصف من شعبان للجمال بن عبد الله بن الشيخ عمر المكى

(اعلام للزركلى ٢/١٣٤ فى ترجمته)

﴿١١﴾ ما ورد فى ليلة النصف من شعبان، للاجرى محمد بن حسين الشافعى

(اعلام للزركلى ٦/٩٧، فى ترجمته)

﴿١٢﴾ تحفة اليقظان فى ليلة النصف من شعبان منصور الطبلاوى الشافعى ١٠١٤ھ

(اعلام للزركلى ٧/٣٠٠، هدية العارفين ٢/١٩٥، خلاصة الأثر فى اعيان القرن الحادى عشر للمحبى ٣/١٩٩)

﴿١٣﴾ نصحية اهل الايمان فى فضل ليلة النصف من شعبان لرجب بن محمد العمرانى الشافعى

(معجم المؤلفين ٤/١٥٣، هدية العارفين ١٩٢/١)

﴿١٤﴾ افاضة المنان فی نشر فضائل ليلة النصف من شعبان لزين العابدين بن محمد بن عبد الله العباسی۔

(معجم المؤلفين ٤/١٩٧ هدية العارفين ١١٢/٢)

﴿١٥﴾ فضائل ليلة النصف من شعبان لناصر الدين ابن عز الدين المالكی

(معجم المؤلفين ٤/٢٠٤)

﴿١٦﴾ مختصر فی فضل ليلة النصف من شعبان ،وشرحه ,,فيض المنان فی شرح فضل ليلة النصف من شعبان ابو السرور البكری۔

(خلاصة الأثر فی اعيان القرن الحادی عشر للمحبی ٧٤/١، معجم المؤلفين،١٠٨/٤ و هدية العارفين ١٢٩/١ ، ايضاح المكنون ٢١٦/٢)

﴿١٧﴾ تحفة اهل التوحيد والايمان بادعية ليلة النصف من شعبان۔ لعبد السلام الشطی الحنبلی

(معجم المؤلفين ٢٢٦/٥)

﴿١٨﴾ عقود الجمان الكافلة ببيان فضل ليلة النصف من شعبان محمد بسرة المترلاوی

(معجم المؤلفين ١٠٢/٩)

﴿١٩﴾ عرائس الحسان فی شرح فضائل ليلة النصف من شعبان للغيطی۔الشيخ حسين بن سليم الدجانی

(هدية العارفين ١٧٤/١، ايضاح المكنون ٩٧/٢)

〈٢٠〉 رسالة فی لیلة النصف من شعبان،

لسالم بن محمد السنهوری المالکی،

(خلاصة الأثر فی اعیان القرن الحادی عشر للمحبی ١/٤٤٦)

〈٢١〉 هدایة المنان فی فضائل لیلة النصف من شعبان

علی بن زین العابدین الاجهوری

(هدیة العارفین ١/٤٠٣، ایضاح المکنون ٢/٧٢٣)

〈٢٢〉 مواهب الکریم المنان فی الکرم علی لیلة النصف من شعبان

محمد بن احمد بن علی الغیطی

(هدیة العارفین ٢/١٨٠)

〈٢٣〉 عقد المرجان فی فضل لیلة النصف من شعبان

نوح بن مصطفی القونوی

(هدیة العارفین ٢/٢٠٧، ایضاح المکنون ٢/١١٠)

〈٢٤〉 بهجة الاخوان فی فضل لیلة النصف من شعبان

لمحمد بن عبد الرحمن بن عبید المحلی المفتی

(ایضاح المکنون ١/١٩٩)

〈٢٥〉 فتح الرحمن فی فضل لیلة النصف من شعبان

حسن شر شر السرسی الشافعی

(ایضا ح المکنون ٢/١٦٤)

شبہات اور ان کے جواب

نمبر 〈۱〉

جمال الدین قاسمی نے اصلاح المساجد میں لکھا: ,,۔۔۔۔۔۔۔۴۴۸ھ میں ,, ہزاری نماز ،، کی بدعت ایجاد ہوئی تھی جس میں سو رکعت میں ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھی جاتی تھی ، یعنی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دس بار۔۔۔۔۔۔۔ (اصلاح المساجد ۱۳۲۔۱۳۳)

جواب :

قاسمی صاحب کا یہ لکھنا کہ ہزاری نماز کی بدعت ۴۴۸ھ میں ایجاد ہوئی تھی ، یہ غلط اور ان کی کم علمی کی دلیل ہے ورنہ جو آدمی تعلیمات اسلام کے جواہر پاروں کی ورق گردانی کرتا ہے اور تاریخ اسلام سے واقفیت رکھتا ہے اور اسماء الرجال کے بارے میں علم رکھتا ہے وہ ایسی بات کبھی نہیں لکھ سکتا کیونکہ یہ نماز ۴۴۸ھ کی ایجاد نہیں ہے بلکہ اس دور سے پہلے دنیا سے پردہ فرما جانے والے علماء امت نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

جیسا کہ ہم نے گذشتہ اوراق میں نقل کیا ہے کہ امام ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن العباس المکی ، الفاکھی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ,, أخبار مکۃ ،، میں اس کا ذکر کیا ہے کہ اہل مکہ یہ نماز پڑھتے تھے۔
جن کی وفات کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: کہ ان کی وفات ۳۵۳ھ میں ہوئی

(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۳۵۴۔۳۵۵ (۳۳۶۷)

اور امام ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ,, قوت القلوب ،، میں اس طریقہ نماز کا ذکر کیا اور لکھا کہ اسلاف اس کو پڑھتے تھے۔ جن کی وفات کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ان کی وفات ۳۸۶ھ میں ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۶۴ (۳۷۴۳)

ان دونوں بزرگوں کا اس کو اپنی کتابوں میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قاسمی صاحب کا لکھنا کہ یہ ۴۴۸ھ میں ایجاد ہوئی غلط ہے کیونکہ امام فاکہی رحمۃ اللہ علیہ اس سال سے

۹۵ سال پہلے اس دنیا سے پردہ کر رہے ہیں اور وہ اپنی کتاب میں اہل مکہ کا عمل ذکر رہے ہیں کہ اہل مکہ یہ نماز پڑھتے تھے یہاں ضعف اور وضع کا بھی کوئی امکان نہیں جیسا کہ دوسری روایات کہ جن کو امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا یا عمران بن زید نے اپنے والد کے واسطے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے ذکر کیا یا زید العمی کی روایت کہ ان کی اسناد میں کلام کیا جا سکے یہاں تو سند کا معاملہ ہی نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے دور کی بات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی بیان کر رہے ہیں اور ان کو کسی بھی امام نے ضعیف نہیں کہا بلکہ وہ حدیث کے ثقہ آئمہ میں سے ہیں ان کی اس بات پر ضعف یا وضع کا حکم کسی بھی اصول کے تحت نہیں لگایا جا سکتا۔

پس یہ بات پایہء ثبوت کو پہنچ گئی کہ جس سال کے بارے میں قاسمی صاحب لکھ رہے ہیں کہ یہ اس سال میں ایجاد کی گئی اس سے سو سال پہلے بھی یہ پڑھی جاتی تھی لہذا قاسمی صاحب کا یہ لکھنا غلط ہے کہ یہ ۴۴۸ھ میں ایجاد ہوئی۔

دوسرے بزرگ یعنی امام ابو طالب المکی وہ بھی قاسمی صاحب کے بیان کردہ وقت سے (۶۲) باسٹھ سال پہلے پردہ فرما گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے اسلاف اس کو پڑھتے تھے اور اسلاف کا مطلب عام آدمی بھی جانتا ہے۔

اعتراض نمبر ﴿۲﴾

قاسمی صاحب لکھتے ہیں ,, ابو شامہ نے ابوبکر طوشی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن وضاح نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ ہم نے اپنے کسی شیخ یا فقیہ کو نہیں دیکھا کہ شعبان کی پندرھویں رات پر کوئی توجہ دیتے ہوں، مکحول کی حدیث کو وہ اہمیت نہیں دیتے تھے، اس رات کی ان کی نظر میں کوئی فضیلت نہیں تھی انہوں نے کہا کہ ابن ابی ملکیہ سے کہا گیا کہ زیاد نمیری کہتے تھے کہ شعبان کی پندرھویں رات کا اجر لیلۃ القدر کی مانند ہے ابن ابی ملکیہ نے کہا کہ اگر میرے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی اور اسے یہ کہتا ہوا سنتا تو مار دیتا زیاد واعظ تھے۔ (اصلاح المساجد ۱۳۲)

اور یہی بات عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز نے اپنے رسالہ ,, حکم الاحتفال بلیلة النصف من شعبان ،، میں لکھی۔

جواب :

اولا : اصلاح المساجد مترجم میں جو لکھا گیا ہے ,, ابن وضاح نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے،، یہ غلط ہے جیسا کہ ابن باز کی عبارت سے ظاہر ہے کہ ابن وضاح نے زید بن اسلم سے نہیں بلکہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کی ہے۔

ثانیا : قاسمی صاحب کی کتاب کے حاشیہ میں البانی نے کہا کہ ,, اور عبدالرحمٰن بہت ہی ضعیف ہے،، جب اس بات کے کہنے والے کے بارے میں ہی بقول البانی صاحب شدید ضعف ہے تو پھر اس کی بات کی اہمیت کیا رہ گئی۔

محدثین کی اس کے بارے میں آراء ملاحظہ فرمائیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ,, ضعفه علي جدا ،، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ,, ضعیف ،، امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ,, وهو ضعیف ،، امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: کیف حدیثه فقال ضعیف ،، ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ,, ضعیف ،، ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ,, ضعفه احمد و علي و ابو داود وابو زرعة و ابو حاتم الرازي والنسائی والدارقطنی وقال ابن حبان یقلب الأخبار وهو لا یعلم حتی کثر ذلك فی روایته من رفع المراسیل و اسناد الموقوف فاستحق الترك .

(التاریخ الکبیر ۲۸۴/۵، الضعفاء والمتروکین (۳۶۰)، حلیة الاولیاء ۲۵۴/۳،تاریخ ابن معین روایة عثمان الدارمی (۵۲۷)،المقتنی فی سرد الکنی (۲۴۲۹)،الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی (۱۸۷۱)

ثالثا : اگر ابن وضاح نے یہ بات عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے بالواسطہ بیان کی ہے تو وہ

واسطہ کون ہے؟ جس کے واسطے سے ابن وضاح یہ بیان کرر ہا ہے جب اس واسطے کا علم ہی نہیں تو اس کو صحیح کیسے تسلیم کرلیا جائے۔

اور اگر بغیر واسطہ کے ہے تو یہ بات ہی من گھڑت ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کی وفات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق ۱۸۲ھ ہے اور محمد بن وضاح کی پیدائش ۱۹۱ھ ہے تو محمد بن وضاح جو کہ ۹ سال بعد پیدا ہوا ہے اس نے کیسے عبدالرحمٰن بن زید سے سن لیا، پس اگر یہ بغیر واسطہ ہے تو ابن وضاح کی وضع کردہ ہے کیونکہ بقول عبداللہ بن عبدالرحمٰن یہ کام ابن وضاح کیا کرتا تھا۔

رابعا :محمد بن وضاح القرطبی

تو اس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: **قال ابن الفرضي : له خطأ كثير ، وأشياء يصحفها ، وكان لا علم له بالفقه ، ولا بالعربية . ...وقال ابن الفرضي : رحل الى المشرق رحلتين ، ولم يكن يطلب الحديث في الأولى ، اذ لو طلبه لكان أعلى أهل عصره درجة ، وكان عالما بالحديث ، زاهدا ، عابدا ، وكان أحمد بن خالد لا يقدم أحدا عليه ،وكان يعظمه جدا ، ويصف فضله وورعه ، غير أنه كان يكثر الرد للحديث ، فيقول : ليس هذا من كلام النبي ﷺ ، وهو ثابت من كلامه ، وله خطأ كثير يحفظ عنه ، وأشياء كان يغلط فيها ، وكان لا علم عنده بالفقه ،ولا بالعربية ....قال: وذكر أن مولده سنة احدى وتسعين ومائة . وقال ابن عبد البر : كان الأمير عبد الله بن الأمير عبد الرحمن بن محمد الناصر يقول : ابن وضاح كذب على يحيى بن معين في حكاية عنه ، أنه سأله عن الشافعي ، فقال: ليس بثقة . قال عبد الله : قد رأيت أصل ابن وضاح الذي كتبه بالمشرق ، وفيه : سألت يحيى بن معين عن**

الشافعي ، فقال : دعنا ، لو كان الكذب حلالا لمنعته مرؤته أن يكذب .

(لسان الميزان ٦/ ٦٠٧.٦٠٦.٦٠٥ (٨٢٣٠)

یعنی ابن فرضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس کی خطائیں بہت زیادہ ہیں اور بہت سی اشیاء کو خلط ملط کرتا ہے عربی اور فقہ سے نابلد تھا ابن فرضی فرماتے ہیں کہ ابن وضاح نے دوبار مشرق کا سفر کیا لیکن پہلی مرتبہ علم حدیث حاصل کرنا مقصود نہ تھا کیونکہ اگر علم حدیث حاصل کرنا مقصود ہوتا تو وہ اپنے زمانے کا اعلی عالم بالحدیث، زاہد اور عبادت گزار ہوتا۔ احمد بن خالد اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اس کے فضل وتقوی کی تعریف کرتے تھے اور کسی کو اس پر ترجیح نہ دیتے تھے اس کے باوجود جب اس کی حدیث کا معاملہ آتا تو اکثر اوقات اس کی حدیث رد کردیتے تھے۔

وہ کہتا کہ یہ نبی اکرم ﷺ کا کلام نہیں حالانکہ وہ آپ ﷺ کا کلام ہوتا، اس کی کثیر غلطیاں تھیں جو اس کے بارے میں لوگوں کو یاد تھیں اور وہ بہت سی اشیاء میں غلطی کرتا اس کے پاس نہ فقہ کا علم تھا اور نہ ہی لغت عربی کا، کہا کہ اس کی پیدائش ۱۹۱ھ میں ہوئی۔ اور ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

امیر عبداللہ بن امیر عبدالرحمٰن بن محمد ناصر کہتے: ابن وضاح یحیی بن معین سے روایت (حکایت) کرنے میں ان پر جھوٹ بولتا تھا۔

اس حقیقت کے بعد اس کی حقیقت ہی کیا رہ جاتی ہے کہ اس کی وجہ سے کئی روایات کو ترک کر دیا جائے پس معلوم ہوا کہ یہ قول ہی مردود ہے کثیر روایات کی موجودگی میں ان کے خلاف اس کی طرف توجہ کرنا ہی غلط ہے، جیسا کہ غیر مقلدین کے محدث ناصر الدین البانی نے بھی اس کے حاشیہ میں لکھا کہ مصنف کا یہ قول ہی نا قابل توجہ ہے۔ ایسے اقوال کی وجہ سے مسلمانوں کو اپنے رب کی بارگاہ میں جھکنے سے روکنا کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ واللہ اعلم۔

خامسا: عبدالرحمٰن بن زید کا قول ,,کہ ہم نے اپنے کسی شیخ یا فقیہ کو نہیں دیکھا کہ شعبان کی پندرھویں رات پر کوئی توجہ دیتے ہوں،،

جواب: اس کا نامقبول ہونا تو پہلے ہی ثابت ہو چکا لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ تابعین اور علماء اسلاف اس رات کی فضیلت کے قائل تھے اور اس میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں سر بسجود ہونا باعث رحمت و برکت جانتے تھے، جیسا کہ پچھلے اوراق میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

زیاد نمیری کا قول کہ ,,اس رات کا اجر لیلۃ القدر کی مانند ہے،، یہ بات ثابت نہیں ہے کہ اس رات کا اجر شب قدر کے اجر کی مثل ہے، یہ زیاد نمیری کا قول ہے جو ثابت نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

اعتراض نمبر ﴿۳﴾

شعبان کی نصف رات کی فضیلت ثابت نہیں۔ جیسا کہ جمال الدین القاسمی نے اصلاح المساجد میں لکھا: ,,علماء جرح و تعدیل کا بیان ہے کہ پندرھویں رات کی فضیلت کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے۔ (اصلاح المساجد ۱۳۳ مترجم)

جواب :

اولا : وما توفیقی الا باللہ، گذشتہ اوراق میں ہم نے اس بارے میں نبی مکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے یہ بات بیان کی ہے کہ اس ماہ اور اس رات کو فضیلت حاصل ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اس بات کا انکار کیا انہوں نے ان روایات کی اسناد پر کم غور و فکر کرنے اور ان کے تعدد طرق کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کیا ہے جبکہ اگر ان روایات کے تعدد طرق کسی بھی اصول حدیث سے واقف انسان کے سامنے رکھے جائیں تو وہ کبھی بھی اس کا انکار نہیں کرے گا اور پھر اسی کتاب پر ناصر الدین البانی نے اس کے حاشیہ میں بھی اس کی تردید کر دی وہ لکھتا ہے: ,,یہ حکم مطلق طور پر صحیح نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ اور اسی سے اس بارے میں ہم نے گذشتہ اوراق میں نقل کیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

,,و اما لیلۃ النصف من شعبان ،فلھا فضل ،واحیاؤھا بالعبادۃ مستحب ولکن

على الانفراد ومن غير جماعة .،،

(الامر بالاتباع والنهى عن الابتداع ،باب ليلة النصف من شعبان)

اور نصف شعبان کی رات جو ہے اس کو فضیلت حاصل ہے اور اس کی رات کو عبادت کے ساتھ زندہ کرنا مستحب ہے لیکن اکیلے اکیلے جماعت کے بغیر۔

ثانیا: غیر مقلدین کے محدثین وآئمہ نے بھی اس رات کی فضیلت کو تسلیم کیا ہے۔ جس کے بارے میں ماضی قریب کے ان کے محدث وامام کا قول تو مذکور ہو چکا مزید ہم ان کے دو بزرگوں کے اقوال نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

نمبر ﴿١﴾

غیر مقلدین کے امام ومحدث عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں: ,, **أعلم أنه قد ورد في فضيلة النصف من شعبان عدة أحاديث مجموعها يدل على أن لها أصلا ...** آگے چند روایات ذکر کرنے کے بعد لکھا ,, **فهذه الأحاديث بمجموعها حجة على من زعم أنه لم يثبت في فضيلة ليلة النصف من شعبان شيء والله تعالى أعلم .** (پس باعتبار مجموعی یہ احادیث اس پر حجت ہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ نصف شعبان کی فضیلت میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے) (تحفة الأحوذى ٣/٣٦٥.٣٦٧)

نمبر ﴿٢﴾

غیر مقلدین کے مجتہد العصر حافظ عبداللہ محدث روپڑی صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔

شب برات کا روزہ

سوال: ماہ شعبان کی چودھویں یا پندرھویں روزہ رکھنا یا تین روزے تیرھویں۔ چودھویں ، پندرھویں تاریخ میں رکھنے جائز ہیں، یا نہیں۔ بعض کہتے ہیں یہ بدعت ہے اور لفظ بدعت کی

اصل تحقیق کیا ہے؟

جــواب : شبرات کا روزہ رکھنا افضل ہے۔ چنانچہ مشکوۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے۔ اگر چہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے۔ ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں کا روزہ بھی حدیث میں آیا ہے بدعت کی تعریف رسالہ رد بدعت میں کی گئی ہے۔ (فتاوی اہلحدیث ۲/۲۱۸)

یہاں غیر مقلدین کے مجتہد العصر صاحب نے شب برات کے روزہ کو جو افضل قرار دیا ہے یہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ان کے نزدیک شب برات کو فضیلت حاصل ہے ورنہ اس کا روزہ رکھنا افضل کیسے؟

اور یہ بھی ذہن نشین رہے کہ مشکوۃ کی جس روایت کو ضعیف کہہ کر غیر مقلدین کے محدث صاحب فضائل اعمال میں اس پر عمل کو درست قرار دے رہے ہیں وہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں صرف روزہ رکھنا ہی نہیں بلکہ رات کے قیام کا بھی ذکر ہے تو یہ بات بھی ان کے نزدیک درست ٹھہری کہ اس رات میں قیام کرنا بھی افضل ہے کیونکہ اگر اسی روایت کے تحت روزہ رکھنا افضل ثابت ہوتا ہے تو رات کو نماز پڑھنے یعنی قیام کرنے کا حکم بھی اسی میں ہے تو اس کے تحت وہ بھی نہ صرف درست ہوگا بلکہ افضل بھی ہوگا۔

دوسرا غیر مقلدین کے مجتہد العصر صاحب کی اس تحریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک نصف شعبان کے دن کا روزہ اور رات کا قیام بدعت و ناجائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

قارئین کرام! ان عبارات اکابرین غیر مقلدین سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اس رات کو فضیلت حاصل ہے پس اس رات کی فضیلت کا انکار کرنا حقیقت میں حقیقت کا انکار کرنا ہوگا۔

ضروری گزارش

قارئین کرام!

اولا: ہمارے نزدیک یہ طریقہ نماز نہ تو سنت ہے اور نہ ہی شب برات اس کو پڑھنا ہی ضروری ہے بلکہ ہمارے نزدیک صرف جائز ہے کہ اگر کوئی اس کو فرض، واجب، سنت جانے بغیر پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے والے پر ہم نکیر نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی اس طریقہ کو ضروری نہ جانتے ہوئے اس رات میں اس طریقہ سے اللہ تعالی کی رحمت کی امید رکھتے ہوئے اس نماز کو پڑھتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ اللہ تعالی کی رحمت سے ثواب کا امیدوار ہوگا۔

ثانیا: وہ لوگ جو اس رات میں آتش بازی وغیرہ خلاف شرع کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں ان سے عرض ہے کہ اس رحمت اور برکت والی رات میں اللہ تعالی کی نافرمانیاں کرنے کی بجائے اپنے خالق حقیقی کے سامنے سربسجود ہوں اور اس رات میں اور کسی بھی وقت فضولیات اور خلاف شریعت افعال میں ملوث ہو کر اپنے خالق و مالک کی ناراضگی کو حاصل نہ کریں اور حرام و ناجائز کاموں سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کو بالخصوص ایسے افعال سے منع کریں اور ایسے کاموں کے لیے ان کو پیسے دے کر خود اس حرام یا خلاف شرع کام میں معاون نہ بنیں اور گناہ میں تعاون کر کے خود بھی گناہگار نہ ہوں۔

اللہ تعالی ہم سب کو ہمیشہ ناجائز و حرام افعال سے بچنے اور نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

قارئین کرام!

آپ اپنے دینی مسائل کے حل کے لیے ادارہ کی خدمات حاصل کر سکتے ہیں میل یا فیکس یا فون یا خود تشریف لا کر کسی بھی دوست کی طرف سے پوچھے گئے اہم دینی مسئلہ کو ادارہ کی طرف سے آئندہ شائع ہونے والے رسالہ یا کتاب میں تفصیل سے بیان کر دیا جائیگا۔

فون:

0345:4479013 .0300:6522335 .0544:751067 . 68

فیکس نمبر:

0544:751068

E.Mail: AlmadinahIRC@GMail.Com.

تعاون کی اپیل

المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر کے قیام کا مقصد تحقیق طلب مسائل پر تحقیق اور انٹرنیشل میڈیا (انٹرنیٹ) پر کیے جانے جانے والے پروپیگنڈا کا سدباب کرنا، موجودہ دور میں پیدا ہونے والے فتنوں کی بذریعہ تحریر وتقریر سرکوبی کرنا، اسلام اور اہلِ اسلام پر کیے جانے والے لایعنی اعتراضات کا رد اور علم دین کی اشاعت کرنا ہے

جس کے لئے ادارہ میں ان شاء اللہ العزیز مختلف علوم وفنون کے ماہرتین، چار علماء کی تقرری کا پروگرام ادارہ کے زیر اہتمام تحریر کیے جانے والے مسائل ومضامین کی اشاعت، اور روزانہ انٹرنیٹ پر تبلیغِ دین کی غرض سے روم کھولنے کا پروگرام ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک ادارہ کی خدمات پہنچائی جائیں اور لوگ تعلیماتِ اسلامیہ سے واقفیت حاصل کرسکیں۔

مزید ادارہ کی ویب سائیٹ تیار کروائی جارہی ہے جو ان شاء اللہ العزیز جلد مکمل ہو جائے گی۔

ادارہ ہذا میں مطالعہ کے لئے تشریف لانے والوں کے قیام وطعام کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

تو اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے اور اس کو جاری رکھنے کے توفیقِ خداوندی کے ساتھ ساتھ کافی سرمایہ کی بھی ضرورت ہے جس کے لئے مخیّر اہلِ اسلام سے تعاون کی پُر زور اپیل ہے کہ ادارہ ہذا سے تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں نے اس علم جیسا کوئی صدقہ نہیں کیا جس کو آگے پھیلا دیا۔

بدی بدعقیدگی اور جہالت کے خاتمہ کے لئے المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان کے دست و بازو بنیں اور اشاعتِ علم دین میں حصہ لے کر ہمیشہ کے لئے صدقہ جاریہ کے ثواب کے مستحق بنیں

الداعی الی الخیر:

خادمین المدینہ اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان